Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 64

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شمارہ 8

The weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

29 ربیع الثانی / 1436 ہجری 19 تبلیغ 1394 ہش 19 فروری 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ۔

اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہوجاؤ گے تو یقینا سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے...... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں۔

(کشتی نوح صفحہ 30، رُوحانی خزائن جلد 19)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنے ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔ اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 191-192 حاشیہ)

اسلام کا خدا وہی سچا خدا ہے جو آئینہ قانونِ قدرت اور صحیفۂ فطرت سے نظر آرہا ہے۔ اسلام نے کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا بلکہ وہی خدا پیش کیا ہے جو انسان کا نورِ قلب اور انسان کا کانشنس اور زمین و آسمان پیش کررہا ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 15، بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ اپنی تحریروں کی رُو سے صفحہ 219)

اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔ جسکے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے۔ نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔ جو آپ کلام کرکے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے۔ اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔ (نسیم دعوت صفحہ 2 رُوحانی خزائن جلد 19)

ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے اور دُعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے۔ اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرادیتا ہے کہ وہ وہی ہے۔ جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے۔ اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرتِ دُعا سے زندہ کردیتا ہے۔ اور یہ سب ارادے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے۔ جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا۔ اس زمانہ میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا۔ اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں کیلئے جو اس کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی۔ (نسیم دعوت صفحہ 82)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں“

دُنیا کے سب سے طاقتور اور قدیم جمہوری ملک کے صدر عزّت مآب جناب براک اوبامہ صاحب گزشتہ دنوں دُنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک بھارت تشریف لائے۔ آپ کو وزیر اعظم عزّت مآب جناب نریندر مودی صاحب نے 26 جنوری کو یومِ جمہوریہ کی تقریب میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شمولیت کی دعوت دی تھی جسے منظور کرتے ہوئے جناب براک اوبامہ صاحب 25 جنوری کو صبح دہلی کے پالم ایئرپورٹ پر اُترے اور 27 جنوری کی دوپہر واپس تشریف لے گئے۔

یہ تین دن پورے ملک کے لئے بڑی ہی خوشی اور اُمنگ کے دن تھے۔ پورے بھارت میں ایک خوشی اور جشن کا ماحول تھا۔ 26 جنوری یوم جمہوریہ کے تئیں جہاں ہر ہندوستانی کے دل میں ایک خاص خوشی تھی وہاں راج پتھ میں براک اوبامہ کی موجودگی نے اس خوشی میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔

وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے ایئرپورٹ پر براک اوبامہ کو گلے لگا کر گرمجوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ راشٹر پتی بھون میں ان کے استقبال میں انہیں 21 توپوں کو سلامی دی گئی۔

جناب براک اوبامہ صاحب کے اس دورے سے بھارت اور امریکہ کے بیچ تعلقات مضبوط ہوئے اور دونوں ملکوں کے مابین دوستی اور محبت کے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔

وزیر اعظم ہند اور پریزیڈنٹ امریکہ کے مابین انفرادی گفتگو بھی ہوئی اور نمائندہ سطح کے مذاکرات اور معاہدات ہوئے، سرمایہ کاری اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں باہمی تعاون پر رضامندی کا اظہار کیا گیا۔ دہشت گردی سے احسن طریق پر نپٹنے اور خطے میں امن وامان کو قائم رکھنے پر بھی گفتگو ہوئی۔

مورخہ 27 جنوری کو جناب براک اوبامہ صاحب نے سِری فورٹ آڈیٹوریم ٹاؤن ہال میں ڈیڑھ ہزار احباب وخواتین سے خطاب فرمایا۔ آپ کے اس خطاب کو پورے ملک نے غور سے سُنا۔ اپنے اس خطاب میں پریزیڈنٹ براک اوبامہ نے جہاں صحت، تعلیم، روزگار، جدید آلاتِ کاشتکاری بہتر آب وہوا، سائنس و ٹیکنالوجی میں تعاون کی بات کی وہاں عوام اور رہنماؤں کو ایک قیمتی نصیحت بھی کی۔ انہوں نے فرمایا:

”ہمارے دونوں ملکوں میں مذہب کی آزادی کو یقینی بنانا نہ صرف حکومت کی بلکہ تمام لوگوں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب اور عقیدے پر عمل کرنے کا حق ہے۔ بھارت تب تک کامیاب رہے گا جب تک وہ مذہب کی بنیاد پر تقسیم نہیں ہوگا۔“

ہماری گفتگو کا موضوع دراصل براک اوبامہ کی یہی نصیحت ہے۔ ایک طبقہ کو جہاں یہ نصیحت کچھ اچھی نہیں لگی وہاں ایک طبقہ اس نصیحت سے خوش ہوا اور اِسے ”لَو جہاد“ اور ”گھر واپسی“ کے شور شرابے کے بیچ بروقت اور صحیح موقع ومحل پر کی جانے والی نصیحت بتایا۔ حکمت کی بات کہیں سے بھی ملے لے لینی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب براک اوبامہ نے جو بات کہی وہ قابل غور اور قابل قدر ہے۔ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ وطن عزیز بھارت میں ہر شخص کو اپنے عقیدے اور مذہب پر عمل کرنے کا پورا پورا حق اور پوری پوری آزادی ہے۔ یہاں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ اپنی اپنی عبادت گاہوں میں بغیر کسی خوف اور ڈر کے اپنے اپنے طور طریق کے مطابق عبادات بجالاتے ہیں۔ لیکن اگر کہیں اِکّا دُکّا واقعہ بھی فرقہ وارانہ تنافر و تصادم کا ہو جائے تو وہ ایک کلنک ہوتا ہے اور ملک کی سفید چادر پر ایک بدنما داغ۔ پس ہر محبّ وطن کو کوشش کرنی چاہئے کہ کہیں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہ ہو جس سے ہمارے ملک کی عظمت اور رواداری کو دھبّہ لگے۔

اتحاد و اتفاق میں ہی ہر قوم اور ملک کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔ ایکتا میں بڑی برکت ہے۔ نفرت، حقارت، لڑائی جھگڑے اور خانہ جنگی، ملک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں۔ وطن عزیز بھارت میں بسنے والے مختلف مذہب کے لوگوں کی مثال ایک گلدستے کی ہے جس میں قسما قسم کے رنگ برنگے خوشنما پھول ہوں جنہوں نے گلدستے کی خوبصورتی میں خوب اضافہ کر دیا ہو۔ اگر ہمارے دیش واسی اتحاد و اتفاق اور پیار ومحبت سے رہیں تو بھارت ترقی کی شاہراہوں پر گامزن رہے گا۔

کہتے ہیں کہ مثال سے بات جلد اور اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں ہمارے پڑوسی ملک کو ہی دیکھ لیں جب وہاں پر ایک فرقہ کے حقوق کو غصب کرنے کے لئے اور اُن پر مظالم ڈھانے کے لئے حکومت نے باقاعدہ قانون سازی کی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ظلم و بربریت اور قتل و غارت گری نے آہستہ آہستہ پورے ملک کو اپنے خونی پنجوں میں دبوچ لیا۔ یہ نحوست پورے ملک میں پھیل گئی۔ اب کوئی فرقہ بھی وہاں محفوظ و مامون نہیں۔ کسی کی بھی زندگی سلامت نہیں۔ پورا ملک نفرت و دہشت گردی کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ معصوم بچے بھی اس ظلم و بربریت سے باہر نہ رہ سکے۔ اس ملک کی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے شیعہ ماہرین کو چن چن کر ہلاک کیا گیا۔ شیعوں نے سنیوں کو مارا۔ پس یہ مثال ہمارے لئے بہت سبق آموز ہے کہ ہم پیار ومحبت اور اتحاد واتفاق کے مضبوط دھاگے میں باندھے جائیں اسی میں ہماری بقا ہے۔ اسی میں ہماری ترقی ہے۔ اسی سے پوری دُنیا میں ہمارا نام روشن ہوگا اور پوری دنیا کے لئے ہم ایک مثال ہوں گے۔

جناب براک اوبامہ صاحب کی اس نصیحت پر ہمارے ارباب حل وعقد کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اس پر عمل کرنے کے اقدامات کرنے چاہئیں۔

آج سے ایک سو پانچ سال قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے اس زمانے کے امام، مسیح ومہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہندوستان کی دو بڑی قوموں کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ وہ آپس میں اتحاد و اتفاق پیار ومحبت اور صلح وآشتی کے ساتھ رہیں تو یہ انتہائی برکت اور رحمت کا موجب ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں :

”امّا بعد اَے سامعین! ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندے ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اَے ہم وطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اُس کے پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں......

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے......اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اُس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں زمانے کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم صبر و تحمل اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے والے ہوں جس سے کہ ہمارا ملک امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔ آمین۔

(منصور احمد مسرور)

احمدیہ مسلم جماعت بھارت کا ٹول فری نمبر
180030102131

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیرت ایمانی اور آپؑ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23رجنوری 2015ء بمطابق 23 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ - صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -

اس وقت مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ واقعات پیش کروں گا جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بیان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام اور آپؐ کا اس بارے میں معیار کیا تھا اور ردّعمل کس طرح ہوتا تھا اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ لیکھرام کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ لاہور یا امرتسر کے سٹیشن پر تھے کہ پنڈت لیکھرام بھی وہاں آیا اور اس نے آپ کو آکر سلام کیا۔ چونکہ پنڈت لیکھرام آریہ سماج میں بہت بڑی حیثیت رکھتے تھے اس لئے جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ لیکھرام آپ کو سلام کرنے آیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اور جب یہ سمجھ کر کہ شاید آپ نے دیکھا نہیں کہ پنڈت لیکھرام صاحب سلام کر رہے ہیں آپ کو اس طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ اسے شرم نہیں آتی کہ میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے آکر سلام کرتا ہے۔ گویا آپ نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ لیکھرام آیا ہے۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہی بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے کہ کسی بڑے رئیس یا لیڈر سے ان کو ملنے کا اتفاق ہوجائے۔ چنانچہ جب کوئی ایسا شخص ان کے پاس آتا ہے وہ بڑی توجہ سے اس سے ملتے ہیں لیکن اگر کوئی غریب آجائے تو پرواہ بھی نہیں کرتے۔''

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 161)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپ نے اس طرح بھی فرمایا کہ آریوں میں لیکھرام کی جو عزت تھی اس کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ ان سے ملنا اپنی عزت سمجھتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی غیرت دیکھئے کہ پنڈت صاحب خود ملنے کے لئے آتے ہیں مگر آپ فرماتے ہیں کہ میرے آقا کو گالیاں دینا چھوڑ دے تب ملوں گا۔'' (ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 114)

یہاں اس واقعہ میں جہاں غیرت رسول کا پتا چلتا ہے وہاں یہ بھی سبق ہے کہ صرف بڑے لوگوں کو اس وجہ سے سلام کر دینا کہ وہ بڑے ہیں اور ہماری عزت قائم ہوگی کافی نہیں بلکہ غریب کی عزت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے اور اصل چیز غیرت دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بڑا آدمی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلط الفاظ میں کچھ کہتا ہے تو چاہے وہ کتنا بڑا ہو اس کو اہمیت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہرحال اس کے مختلف زاویے ہیں۔

پھر اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مرزا صاحب کا سلوک اپنی اولاد سے ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ قطعاً خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپ کبھی ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔'' حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں ''ہم چھوٹے ہوتے تھے تو سمجھتے تھے کہ حضرت صاحب کبھی غصّے ہوتے ہی نہیں۔'' اولاد سے محبت کا معیار اس قدر بلند تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ سے ہی بیان کیا کہ ''حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ میری پسلی میں درد ہے جہاں ٹکور کی گئی لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی جیب میں اینٹ کا ایک روڑا پڑا تھا جس کی وجہ سے پسلی میں درد ہوگیا۔ پوچھا گیا کہ حضور! یہ کس طرح آپ کی جیب میں پڑ گیا۔ فرمایا محمود نے مجھے یہ اینٹ کا ٹکڑا دیا تھا کہ سنبھال کر رکھنا۔ مَیں نے جیب میں ڈال لیا کہ جب مانگے گا نکال دوں گا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ مجھے دے دیں مَیں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ فرمایا نہیں، مَیں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تو آپ کو اولاد سے ایسی محبت تھی''۔ اور حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ''ہم سب سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے اور خاص طور پر ہمارے سب سے چھوٹے بھائی مرزا مبارک احمد جو تھے ان سے بہت محبت تھی۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ اس سے زیادہ آپ کسی سے محبت نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب نہیں آئی۔ جب اس لاڈلے بچے نے ایک دفعہ بچپن کی ناسمجھی کی وجہ سے منہ سے کوئی ایسی بات نکال دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف تھی تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے زور سے اسے جسم پہ مارا۔''

(ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 115-114)

پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لاہور میں آریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں شامل ہونے کی دعوت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو بھی دی گئی اور بانیان جلسہ نے اقرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بُرا لفظ استعمال نہیں کیا جائے گا لیکن جلسے میں سخت گالیاں دی گئیں۔ ہماری جماعت کے بھی کچھ لوگ وہاں گئے تھے جن میں مولوی نورالدین صاحب بھی تھے جن کی حضرت مرزا صاحب خاص عزت کیا کرتے تھے۔ جب آپؑ نے سنا کہ جلسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں ہیں تو مولوی صاحب کو کہا کہ وہاں بیٹھا رہنا آپ کی غیرت نے کس طرح گوارا کیا؟ کیوں نہ آپ اٹھ کر چلے آئے؟ اس وقت آپ علیہ السلام ایسے جوش میں تھے کہ خیال ہوتا تھا کہ مولوی صاحب سے بالکل ناراض ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا حضور! غلطی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا غلطی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں اور آپ وہاں بیٹھے رہیں۔ (ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 115-114)

پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ میں بھی گیا ہوا تھا اور مجھے بھی بڑی سختی سے ڈانٹا کہ تم وہاں بیٹھے کیوں رہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 298)

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ لوگ جو الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ ان جذبات کا، اس اظہار کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ کاش یہ الزام لگانے والے آپ کے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں۔

پھر جو عبداللہ آتھم سے ایک مباحثہ ہوا تھا اس کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہتے ہیں ''کتاب جنگ مقدس جس میں آتھم کا مباحثہ چھپا ہے یہ حضرت مسیح موعودؑ کا مباحثہ اس وقت ہوا جبکہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مولوی آپ کے کافر ہونے کا اعلان کر چکے تھے اور فتویٰ دے چکے تھے کہ آپ واجب القتل ہیں۔ وہ امن جو (اس زمانے میں جب آپ 1923ء میں یہ بات فرما رہے تھے) اَب جماعت کو حاصل ہے اس وقت ایسا بھی نہ تھا بلکہ اب جیسے ان مقامات پر جہاں تھوڑے احمدی ہیں اور ان کا جو حال ہے ایسا ساری جماعت کا حال تھا اور ہر جگہ یہی حالت تھی۔ ایسے موقع پر جنڈیالہ کے ایک غیر احمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے کیونکہ وہ مقابلہ غیر احمدیوں کا تھا اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعوت دی تھی کہ آپ ہماری طرف سے یہ مباحثہ کریں، مقابلہ کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک غیر احمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ مقابلہ کریں۔ اس پر آپ جھٹ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس وقت یہ نہ کہا کہ عیسائی ہمارے ایسے دشمن نہیں ہیں جیسے غیر احمدی ہیں کیونکہ عیسائیوں نے تو قتل کا فتویٰ نہیں دیا ہوا تھا لیکن ان غیر احمدیوں نے، مولویوں نے قتل کا فتویٰ دیا ہوا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے، اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے لئے مطالبہ ہوتا ہے، خواہ وہ

غیر احمدیوں کی طرف سے ہی ہوتو پھر آپ مباحثہ کے لئے چلے گئے اور قادیان سے باہر گئے۔(الفضل 22 مارچ 1923ء صفحہ 5 جلد 10 نمبر 73) یہ آپ کی غیرت ایمانی تھی جس کے لئے آپ نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔

بہر حال یہ ایک لمبا مباحثہ تھا اور 15 دن کے لئے چلا۔ اس کے آخر میں آپ نے دعا کی اور ایک معیار مقرر کیا اور پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تُو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔‘‘ (جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 292-291)

سچے خدا کو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ماننے والے تھے۔ عیسائیوں نے تو یسوع کو خدا بنایا ہوا تھا اور اس پر بحث کر رہے تھے۔ بہر حال یہ ایک لمبی بحث ہے جیسا کہ میں نے کہا اس کا انجام بھی دنیا نے دیکھا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دو واقعات بیان کئے ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

ایک جگہ یہ ذکر کرتے ہوئے آپ نے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کا ذکر کیا ہے کہ ’’ڈپٹی عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انذاری پیشگوئی فرمائی تھی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ مَیں پڑھ چکا ہوں) جب اس کی میعاد گزر گئی اور آتھم نہ مرا۔ (پندرہ ماہ کی میعاد تھی۔) تو ظاہر بین لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ ایک دفعہ نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی بعض لوگوں نے ہنسی اڑانی شروع کر دی کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آتھم ابھی تک زندہ ہے۔ اس وقت دربار میں خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے بھی بیٹھے ہوئے تھے جن کے نواب صاحب مرید تھے۔ باتوں باتوں میں نواب صاحب کے منہ سے بھی یہ فقرہ نکل گیا کہ ہاں مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس پر خواجہ غلام فرید صاحب جوش میں آ گئے اور انہوں نے بڑے جلال سے فرمایا کہ کون کہتا ہے آتھم زندہ ہے۔ مجھے تو اس کی لاش نظر آ رہی ہے۔ اس پر نواب صاحب خاموش ہو گئے۔‘‘ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بظاہر زندہ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً مردہ ہوتے ہیں اور بعض مردہ نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً زندہ ہوتے ہیں۔ جو لوگ خدا کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ درحقیقت زندہ ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زندہ ہوتے ہیں ان میں سے ہزاروں روحانی نگاہ رکھنے والوں کو مردہ دکھائی دیتے ہیں۔ (جو زندہ لوگ ہیں وہ روحانی نگاہ رکھنے والوں کو مردہ دکھائی دیتے ہیں۔) کسی بزرگ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ قبرستان میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ان سے کہا کہ آپ زندوں کو چھوڑ کر قبرستان میں کیوں آ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے تو شہر میں سب مردے ہی مردے نظر آتے ہیں اور یہاں مجھے زندہ لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ پس روحانی مُردوں اور روحانی زندوں کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔‘‘ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 292)

اس کو پہچاننے کی حقیقی مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن روحانی نظر ہو تو پھر ہی زندوں کا اور مُردوں کا فرق نظر آتا ہے اور یہ ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عبداللہ آتھم کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی موت بھی اس کو آ گئی تھی اور پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی۔ ہاں تھوڑا سا اس میں وقفہ پڑا تھا اور اس کی بھی وجوہات تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بیان فرمائی ہیں۔

پھر اسی آتھم کی پیشگوئی کے بارے میں ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’مومن کا کام اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا ہوتا ہے۔ کام تو خدا تعالیٰ کرتا ہے لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم وہی کچھ کریں، ہم وہی کچھ سوچیں اور ہم وہی کچھ کہیں جو خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ (ہم وہ کریں، وہ سوچیں اور وہ کہیں جو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔) حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آتھم کے متعلق پیشگوئی فرمائی اور پیشگوئی کی میعاد گزر گئی۔ مَیں اس وقت چھ سات سال کی عمر کا تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے جس جگہ قادیان میں بُک ڈپو ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ والے کمرے میں موٹر کھڑی ہوتی تھی۔ اس کے مغرب والے کمرے میں خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پہلے درس دیا کرتے تھے یا مطبّ کیا کرتے تھے۔ آخری ایام میں مولوی قطب الدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مطبّ کرتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ پھر ایک کوٹھڑی تھی (جگہ بھی بتا رہے ہیں) اس میں کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس وقت وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پریس ہوتا تھا اور اس کمرے میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مطبّ فرمایا کرتے تھے فرمہ بندی ہوتی تھی اور پھر وہاں سے کوٹھڑی میں کتابیں رکھ دی جاتی تھیں۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض شاگرد بھی وہاں رہا کرتے تھے۔ ان دنوں میں بہت کم لوگ ہوا کرتے تھے۔ اس لئے عام طور پر جو لوگ وہاں آتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے شاگرد بن جاتے تھے۔ یہی مدرسہ تھا اور حضرت خلیفہ اول ہی پڑھایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ وہ لوگ آپ کے شاگرد بھی ہوتے تھے اور سلسلے کے خادم بھی ہوتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ مَیں چھوٹا سا تھا کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا وقت پورا ہوا۔ غالباً یہ چورانوے کے آخر یا پچانوے کے شروع کی بات ہے۔ میں اس وقت ساڑھے پانچ یا چھ سال کا تھا ابھی تک وہ نظارہ مجھے یاد ہے۔ اس وقت تو میں اسے نہیں سمجھتا تھا کیونکہ میری عمر بہت چھوٹی تھی لیکن اب واقعات سے مَیں سمجھتا ہوں کہ جس دن آتھم کی پیشگوئی پوری ہونے کا آخری دن تھا یعنی پندرہ مہینے ختم ہونے تھے اس دن اتنا قہر مچا ہوا تھا کہ لوگ رو رو کر چیخیں مار رہے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خدایا آتھم مر جائے۔ یہ عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے کی بات ہے۔ پھر نماز کا وقت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد آپ مجلس میں بیٹھ گئے۔ گو اس عمر میں مَیں باقاعدہ مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی مجلس میں بیٹھ جاتا تھا۔ اس دن مَیں بھی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اس دن جو لوگ رو رو کر دعائیں کر رہے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اس فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کیا خدا تعالیٰ سے بھی بڑھ کر کسی انسان کو اس کے کلام کے لئے غیرت ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب یہ بات کہی ہے کہ ایسا ہوگا تو پھر ہمیں ایمان رکھنا چاہئے کہ ایسا ضرور ہوگا اور اگر ہم نے خدا تعالیٰ کی بات کو غلط سمجھا ہے تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری غلطی کے مطابق فیصلہ کرے۔ (اگر ہم نے بات کو غلط سمجھ لیا تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں کہ فیصلہ اسی طرح کرے جس طرح ہم نے سمجھا ہے۔) ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ جب ہم نے ایک شخص کو راستباز مان لیا ہے تو اس کی باتوں پر یقین رکھیں۔ غرض مومن کا کام یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر توکل کرے۔ خدا تعالیٰ کی بات بہر حال پوری ہو کر رہتی ہے۔‘‘ (خطبات محمود جلد 30 صفحہ 110-109)

اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ ہاں وقتی طور پر عبداللہ آتھم کی توبہ کی وجہ سے یہ ٹل گئی لیکن آخر وہ اس پکڑ میں آ گیا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ ایک دو جگہ کا ذکر مَیں کر دیتا ہوں۔

آپ نے آتھم کی پیشگوئی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو یہ مسائل مستحضر ہونے چاہئیں۔ (ہمیشہ یاد رکھنے چاہئیں) آتھم کے رجوع کے متعلق یاد رہے کہ پیشگوئی سنتے ہی اس نے اپنی زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھا اور کانپا اور زرد ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر کے سامنے (اور بڑی جماعت کے سامنے) اس کا یہ رجوع دیکھا گیا۔ پھر اس پر خوف غالب ہوا اور وہ شہر بشہر بھاگتا پھرا۔ اس نے اپنی مخالفت کو چھوڑ دیا اور کبھی اسلام کے مخالف کوئی تحریر شائع نہ کی۔ جب انعامی اشتہار دے کر قسم کے لئے بلایا گیا تو وہ قسم کھانے کو نہ آیا۔ اخفائے شہادت حقّہ کی پاداش میں اس پیشگوئی کے موافق جو اس کے حق میں کی گئی تھی وہ ہلاک ہو گیا۔ (آخر گواہی کو چھپانے کے نتیجہ میں گو دیر سے ہلاک ہوا لیکن ہلاک ہو گیا۔) یہ باتیں اگر عیسائی منصف مزاج کے سامنے پیش کی جاویں تو اس کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ غرض اس طرح پر مسائل کو یاد رکھنا ایک فرض ہے اور کتابوں کو دیکھنا ایک ضروری (امر) ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 442۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں تو پھر ہی پتا لگتا ہے۔

پھر ایک جگہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ ’’یہ پیشگوئی مشروط تھی۔ وہ سراسیمہ رہا۔ شہر بشہر پھرتا رہا۔ اگر اس کو خداوند مسیح پر پورا یقین اور بھروسہ ہوتا پھر اس قدر گھبراہٹ کے کیا معنی؟ لیکن ساتھ ہی جب اس نے اخفاءِ حق کیا اور ایک دنیا کو گمراہ کرنا چاہا کیونکہ اخفاءِ حق بعض ناواقفوں کی راہ میں ٹھوکر کا پتھر ہو سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق وعدہ کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر اس کو دنیا سے اٹھا لیا اور جس موت سے وہ ڈرتا اور بھاگتا پھرتا تھا اس نے اس کو آ لیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آتھم کے معاملہ میں لوگوں کو کیا مشکل پیش آ سکتی ہے۔ اس قدر قوی قرائن موجود ہیں اور پھر انکار!!! قرائن قویہ سے تو عدالتیں مجرموں کو پھانسی دے دیتی ہیں۔ غرض یہ آتھم کا ایک بڑا نشان تھا اور براہین احمدیہ میں اس فتنہ کی طرف صاف صاف اور واضح لفظوں میں الہام درج ہو چکا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

M/S NAIEM GARMENTS

QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256,9086224927

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

پھر ایک جگہ ایک موقع پر اس کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ’’وہاں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ تو نہیں لکھا کہ بشرطیکہ مسلمان ہو جاوے۔ اس سے پہلے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) دجّال لکھ چکا تھا اور یہی وجہ مباحثہ کی تھی۔ پھر جب میں نے پیشگوئی سنائی تو اس نے اسی وقت کانوں پر ہاتھ دھرے اور کہا کہ توبہ توبہ۔ مَیں تو دجّال نہیں کہتا۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ صرف عیسائی ہونا یا بُت پرست ہونا اس امر کا موجب نہیں ہوتا کہ دنیا میں عذاب آوے۔‘‘ (عیسائی ہونا یا بُت پرست ہونا اس امر کا موجب نہیں ہوتا کہ دنیا میں عذاب آوے۔) ’’ایسے عذابوں کے لئے تو قیامت کا دن مقرر ہے۔ عذاب ہمیشہ شوخیوں پر آتا ہے۔ اگر ابوجہل وغیرہ شرارتیں نہ کرتے تو عذاب نازل نہ ہوتا۔ نرا باطل مذہب پر پابند ہونے پر نہ کوئی عذاب آتا ہے نہ کوئی پیشگوئی (کی جاتی ہے)۔ ہمیشہ زیادہ شوخیوں پر پیشگوئیاں ہوتی ہیں‘‘ ......۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ’’انسان کیسے ہی بُت پرست یا انسان پرست کیوں نہ ہو مگر جب تک شرارت نہ کرے عذاب نہیں آتا۔ اگر ان باتوں پر بھی عذاب دنیا ہی میں آ جائے تو پھر قیامت کو کیا ہوگا؟‘‘ پھر آپ نے فرمایا ’’کافروں کے لئے اصل زندان (قیدخانہ) تو قیامت ہی ہے۔‘‘ (جہاں فیصلے ہونے ہیں وہ تو قیامت ہی ہے۔) ’’اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر دنیا میں کیوں عذاب آتا ہے؟‘‘ (اس کا مختصر جواب آپ نے دیا۔) ’’تو جواب یہی ہے کہ شوخیوں کی وجہ سے آتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 158)۔ دنیا میں جو عذاب آتے ہیں وہ شوخیوں کی وجہ سے آتے ہیں۔

جب بحث ہو رہی تھی تو اس بحث کے دوران عیسائی مشنریوں نے ایک چال چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خیال میں نیچا دکھانے کی کوشش کی اور خیال کیا کہ ایک ایسا طریقہ آزمایا جائے جس سے آپ کی لوگوں کے سامنے سُبکی ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا شر ان پر الٹا دیا اور وہ گھبراہٹ ان پر طاری ہوئی کہ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کی ایسی گھبراہٹ دیکھنے والی تھی۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالے سے فرمایا کہ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے (مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں تو ابھی بچہ تھا اس وقت چھوٹا تھا۔) کہ آتھم کے مباحثہ میں مَیں نے جو نظارہ دیکھا اس سے پہلے تو ہماری عقلیں دنگ ہو گئیں اور پھر ہمارے دماغ آسمانوں پر پہنچ گئے۔ فرماتے تھے کہ جب عیسائی تنگ آ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارا کوئی داؤ نہیں چلا تو چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انہوں نے ہنسی کرنے کے لئے یہ شرارت کی کہ کچھ اندھے، کچھ بہرے اور کچھ لولے اور کچھ لنگڑے بلا لئے اور انہیں مباحثہ سے پہلے ایک طرف بٹھا دیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو جھٹ انہوں نے اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ باتوں سے جھگڑے طے نہیں ہوتے۔ (بہت بحث ہو چکی اب تو۔) آپ کہتے ہیں کہ مَیں مسیح ناصری کا مثیل ہوں اور مسیح ناصری اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے، بہروں کو کان بخشا کرتے تھے اور لولوں لنگڑوں کے ہاتھ پاؤں درست کیا کرتے تھے۔ ہم نے آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس وقت چند اندھے، بہرے اور لولے لنگڑے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اگر آپ فی الواقع مثیل مسیح ہیں تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کے دل ان کی اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ (بڑے پریشان ہوئے) اور گو ہم سمجھتے تھے کہ یہ بات یوں ہی ہے مگر اس بات سے گھبرا گئے کہ آج ان لوگوں کو ہنسی مذاق اور ٹھٹھے کا موقع مل جائے گا۔ مگر جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کو دیکھا تو آپؑ کے چہرے پر ناپسندیدگی یا گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے۔ جب وہ (عیسائی) بات ختم کر چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھئے پادری صاحب! مَیں جس مسیح کے مثیل ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو اچھا نہیں کیا کرتا تھا مگر آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح جسمانی اندھوں، جسمانی بہروں، جسمانی لنگڑوں لولوں کو اچھا کیا کرتا تھا اور آپ کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے بائبل میں ہے کہ اگر تم میں ایک ذرّہ بھر بھی ایمان ہو اور تم پہاڑوں سے کہو کہ وہ چل پڑیں تو وہ چل پڑیں گے اور جو معجزے مَیں دکھاتا ہوں (یعنی عیسیٰ مسیح) وہ سب تم (اس کے ماننے والے) بھی دکھا سکو گے۔ پس یہ سوال مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ میں تو وہ معجزے دکھا سکتا ہوں جو میرے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے۔ آپ ان معجزوں کا مطالبہ کریں تو مَیں دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ باقی رہے اس قسم کے معجزات سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس کے اندر ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے مسیح ناصری نے دکھائے۔ سو آپ نے بڑی اچھی بات کی جو ہمیں تکلیف سے بچا لیا اور ان اندھوں، بہروں، لولوں اور لنگڑوں کو اکٹھا کر دیا۔ اب یہ اندھے، بہرے اور لولے لنگڑے موجود ہیں۔ اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان موجود ہے تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس جواب سے پادریوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ بڑے پادری ان لولوں اور لنگڑوں کو کھینچ کھینچ کر الگ کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے مقرّبین کو ہر موقع پر عزت بخشتا ہے اور ان کو ایسے ایسے جواب سمجھاتا ہے جن کے بعد دشمن بالکل ہکّا بکّا رہ جاتا ہے۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 23 صفحہ 89-88)

ایک صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے معتقد تھے اور بعد میں پھر مرتد ہو گئے۔ بگڑ گئے۔ ان کے بارے میں حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ لدھیانہ میں ایک شخص میر عباس علی صاحب تھے وہ حضرت صاحب سے بہت خلوص رکھتے تھے حتی کہ ان کی موجودہ حالت کے متعلق حضرت صاحب کو الہام بھی ہوا تھا۔ لدھیانہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی کا مباحثہ ہوا تو میر عباس علی حضرت صاحب کا کوئی پیغام لے کر گئے۔ ان کے مولوی محمد حسین وغیرہ مولویوں نے بڑے احترام اور عزت سے ہاتھ چومے (اور) کہا آپ آلِ رسول ہیں۔ آپ کی تو ہم بھی بیعت کر لیں لیکن یہ مغل کہاں سے آ گیا۔ اگر کوئی مامور آتا تو سادات میں سے آنا چاہئے تھا۔ پھر کچھ تصوّف اور صوفیاء کا ذکر شروع کر دیا۔ میر صاحب کو چونکہ صوفیاء سے بہت اعتقاد تھا۔ مولویوں نے (مختلف قسم کے واقعات بیان کئے) کچھ اِدھر اُدھر کے قصّے بیان کر کے کہا کہ صوفیاء تو اس قسم کے عجوبے دکھایا کرتے تھے۔ اگر مرزا صاحب بھی کچھ ہیں تو کوئی عجوبہ دکھلائیں۔ ہم آج ہی ان کو مان لیں گے۔ مثلاً وہ کوئی سانپ پکڑ کر دکھائیں یا اور کوئی اس قسم کی بات کریں۔ میر عباس علی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور جب حضرت صاحب کے پاس آئے تو کہا کہ حضور اگر کوئی کرامت دکھائیں تو سب مولوی مان لیں گے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ جب کرامت کا لفظ میر صاحب کی زبان سے نکلا تو اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ بس میر صاحب کو مولویوں نے پھندے میں پھنسا لیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔‘‘ (الفضل 5 نومبر 1918ء صفحہ 9 جلد 6 نمبر 34)۔ اور پھر نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا ایمان ضائع ہوا اور وہ اعتقاد و اخلاص جو تھا وہ سب جاتا رہا۔

پھر میر عباس علی صاحب کے اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق ایک وقت علم دیا گیا کہ وہ نیک ہے (جیسا کہ بتایا تھا کہ الہام بھی ہوا) تو آپ اس کی تعریف فرمانے لگے مگر چونکہ اس وقت آپ کو اس کے انجام کا علم نہیں تھا اس لئے آپ کو پتا نہ لگا کہ ایک دن وہ مرتد ہو جائے گا۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم دے دیا۔ غرض انسانی علم بہت محدود ہے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی کامل علم رکھتا ہے جو سب پر حاوی ہے اور کوئی شخص اس کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 583)۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھی جتنا بتاتا ہے وہ آگے بھی اتنا ہی آگے بتاتے ہیں۔

انہی میر صاحب کا مزید ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے متعلق الہام ہوا تھا جو آپ سے بڑی گہری ارادت رکھتے تھے اور ایک دفعہ الہام ہوا جس میں ان کی روحانی طاقتوں کی بہت بڑی تعریف کی گئی تھی مگر بعد میں وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس کے متعلق تو الہام الٰہی میں تعریف آ چکی ہے پھر یہ کیوں مرتد ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیشک الہام میں اس کی تعریف موجود تھی اور اللہ تعالیٰ کا کلام بتا رہا تھا کہ وہ اعلیٰ روحانی طاقتیں رکھتا تھا لیکن جب اس نے ان طاقتوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس میں کبر اور غرور پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو گیا اور وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی دعا بھی ہمیں بتاتی ہے کہ نفاق اور کفر یہ دو چیزیں انسان کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہیں اور یہ دونوں مرضیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے بعد انسان پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 385)

اس گروہ میں جن پر اللہ تعالیٰ انعام کرتا ہے، شامل ہونے کے بعد حملہ آور ہوتی ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں جو یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر ہے تو وہ حالت ان پر ان کے انعام کے بعد طاری ہوئی ہے۔ اگر منعم علیہ اپنے اصل مقام کو نہ پہچانیں تو پھر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں مغضوب علیہم میں شامل کر دیتا ہے اور یا پھر ضالّین میں شامل کر دیتا ہے۔ پس اس نکتہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کے آخر میں برائیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے اور پھر ہمیشہ اس دعا کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انعام یافتہ لوگوں میں ہی شامل رکھے اور اس کے جو بداثرات ہیں وہ کبھی پیدا نہ ہوں۔

پھر ظاہری علم پر بزرگی کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی اس کے بارے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ’’اگر ظاہری علم پر ہی فضیلت اور بزرگی کی بنیاد رکھی جائے تو نعوذ باللہ دنیا کے سارے انبیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا کیونکہ

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

ان کا مقابلہ کرنے والے’’ علماء‘‘ ہی ہوتے ہیں۔ (نبیوں کا مقابلہ کرنے والے ظاہری علماء ہوتے ہیں۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی انہی لوگوں نے مقابلہ کیا جو اپنے آپ کو ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑا عالم سمجھا کرتے تھے یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’منشی غلام احمد‘‘ لکھا کرتے تھے گویا آپ نعوذ باللہ صرف منشی ہیں کہ دو چار سطریں لکھ لیتے ہیں عالم نہیں اور وہ اس بات پر بڑے خوش ہوتے تھے کہ میں نے انہیں منشی لکھا۔ (پھر آپ نے بیان فرمایا کہ) مَیں چھوٹا تھا جب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کسی مجلس میں بیان کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت تو یہ لکھا کہ مولوی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق انہوں نے یہ لکھا کہ وہ منشی ہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں چھوٹا تھا مگر مجھے اس وقت بھی ان کی یہ بات بری لگی تھی کہ مجلس میں کیوں بیان کی ہے اور اب بھی بری لگتی ہے۔ (خطبات محمود جلد 18 صفحہ 389) بہر حال ایک تو الفاظ کا چناؤ بھی اچھا کرنا چاہئے یا بعض واقعات کو اس طرح بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سچائی کے بارے میں واقعہ ہم سنتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کی زبانی بھی سن لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’حضرت صاحب کا ہی واقعہ ہے۔ آپ نے ایک پیکٹ میں خط ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا ڈاکخانے کے قواعد کی رو سے منع تھا مگر آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ ڈاکخانے والوں نے آپ پر نالش کر دی اور اس کی پیروی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا کہ آپ کو سزا ہو جائے اور اس پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ضرور سزا ملنی چاہئے تا کہ دوسرے لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ حضرت صاحب کے وکیل نے آپ کو کہا کہ بات بالکل آسان ہے۔ آپ کا پیکٹ گواہوں کے سامنے تو کھولا نہیں گیا۔ آپ کہہ دیں کہ میں نے خط الگ بھیجا تھا۔ شرارت اور دشمنی سے کہا جاتا ہے کہ یہ پیکٹ میں ڈالا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جھوٹ ہوگا۔ وکیل نے کہا کہ اس کے سوا تو آپ بچ نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ کچھ ہو میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔ چنانچہ عدالت میں جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے پیکٹ میں خط ڈالا تھا تو آپ نے فرمایا ہاں مَیں نے ڈالا تھا مگر مجھے ڈاکخانے کے اس قاعدے کا علم نہ تھا۔ اس پر استغاثہ کی طرف سے لمبی چوڑی تقریر کی گئی اور کہا گیا کہ اسے سزا ضرور دینی چاہئے تا دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں تقریر چونکہ انگریزی میں تھی اس لئے مَیں اور تو کچھ نہ سمجھتا تھا لیکن جب حاکم تقریر کے متعلق no-no کہتا تو اس لفظ کو سمجھتا تھا۔ آخر تقریر ختم ہوئی تو حاکم نے کہہ دیا کہ ’’بری‘‘۔ اور کہا کہ جب اس نے اس طرح سچ سچ کہہ دیا تو میں بری ہی کرتا ہوں۔‘‘

(اصلاح نفس۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 435-434)

تو یہ واقعہ ہم میں سے بہت سوں نے بہت دفعہ سنا ہے، پڑھا ہے۔ مَیں بھی کئی جگہ بیان کر چکا ہوں لیکن ہم صرف سن کر لطف اٹھا لیتے ہیں۔ یہ سچائی کے معیار کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جو آپ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ لیکن جو لوگ اپنے مفاد کے لئے سچائی کے معیار سے نیچے گرتے ہیں انہیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں حکومت سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اسائلم کے لئے، انشورنس کمپنیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے غلط طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسے احمدیوں کو جو اس قسم کی حرکت کرتے ہیں سوچنا چاہئے کہ غلط طریق سے جو یہ دنیاوی فائدے اٹھانا ہے، یہ ایک احمدی کو زیب نہیں دیتا۔

ٹونے ٹوٹکے کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ بعض دفعہ لوگ یہ بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تفقّہ کا مادہ دوسرے صحابیوں سے کم تھا۔ مولویوں نے اس پر شور مچایا۔ مگر جو صحیح بات ہو وہ صحیح ہی ہوتی ہے۔ آجکل جس قدر عیسائیوں کے مفید مطلب احادیث ملتی ہیں (یعنی جو عیسائیوں کو سپورٹ کر رہی ہیں) وہ سب حضرت ابوھریرۃؓ سے ہی مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سیاق وسباق کو نہ دیکھتے اور گفتگو کے بعض ٹکڑے بغیر پوری طرح سمجھے آگے بیان کر دیتے مگر باقی صحابہ سیاق وسباق کو سمجھ کر روایت کرتے۔ اسی طرح اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایتیں چھپنی شروع ہوئی ہیں جن میں سے کئی ایسے لوگوں کی طرف سے بیان کی جاتی ہیں جنہیں تفقّہ حاصل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ایسی روایتیں چھپ جاتی ہیں جن پر لوگ ہمارے سامنے اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ یہ روایت چھپ گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آتھم کی میعاد میں سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو بعض لوگوں سے کہا کہ وہ اتنے چنوں پر اتنی بار فلاں سورۃ کا وظیفہ پڑھ کر آپ کے پاس لائیں۔ جب وہ وظیفہ پڑھ کر چنے آپ کے پاس (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس) لائے تو آپ انہیں قادیان سے باہر لے گئے اور ایک غیر آباد کنوئیں میں پھینک کر جلدی سے منہ پھیر کر واپس لوٹ آئے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ میرے سامنے جب اس کے متعلق اعتراض پیش ہوا تو مَیں نے روایت درج کرنے والوں سے پوچھا کہ یہ روایت آپ نے کیوں درج کر دی۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح عمل کے خلاف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نعوذ باللہ ٹونے (ٹوٹکے) وغیرہ کیا کرتے تھے۔ اس پر جب تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب اس خواب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا اسے ظاہری شکل میں ہی پورا کر دو۔ اب خواب کو پورا کرنے کے لئے ایک کام کرنا بالکل اور بات ہے اور ارادۃً ایسا فعل کرنا اور بات ہے۔ اور ظاہر میں خواب کو بعض دفعہ اس لئے پورا کر دیا جاتا ہے کہ تا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کا مُضرّ پہلو اپنے حقیقی معنوں میں ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ معبّرین (جو خوابوں کی تعبیر کرتے ہیں) نے لکھا ہے کہ اگر منذر خواب کو ظاہری طور پورا کر دیا جائے تو وہ وقوع میں نہیں آتی۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ظاہر میں پورا ہو جانے کو ہی کافی سمجھ لیتا ہے۔ اس کی مثال بھی ہمیں احادیث سے نظر آتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن ہیں۔ اس رؤیا میں اگر ایک طرف اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ایران فتح ہوگا۔ (عموماً ہم یہی مراد لیتے ہیں کہ ایران فتح ہوگا) تو دوسری طرف یہ بھی اشارہ تھا کہ ایران کی فتح کے بعد ایرانیوں کی طرف سے بعض مصائب ومشکلات کا آنا بھی مقدر ہے کیونکہ خواب میں اگر سونا دیکھا جائے تو اس کے معنی غم اور مصیبت کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیا کے اس مفہوم کو سمجھا اور سراقہ کو بلا کر کہا کہ پہن کڑے ورنہ مَیں تجھے کوڑے ماروں گا۔ (سونے کے کڑے پہننا مَردوں کو منع ہے۔ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے بھی کیا کہ اگر کوئی مُضرّ پہلو اس میں ہے تو وہ بھی ٹل جائے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے کڑے پہنوائے۔) چنانچہ اسے سونے کے کڑے پہنائے گئے اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رؤیا کے غم اور فکر کے پہلو کو دُور کرنا چاہا۔‘‘ (خطبات محمود جلد 16 صفحہ 42-41)

تو بعض باتیں جو سیاق وسباق کے بغیر کی جائیں مسائل پیدا کرتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ بیان فرمایا۔ یہ 1931ء کی بات ہے۔ اور اس میں آپ نے جماعت کے افراد کو یہ تلقین کی کہ جھگڑوں اور فسادوں سے بچو کہ جماعت اب بلوغت کو پہنچ چکی ہے اور ہمیں اپنے آپ کو، اپنے ایمان کو، اپنے دینی علم کو اس کے مطابق صحیح کرنا چاہئے۔ اپنے عمل کو اس کے مطابق کرنا چاہئے جو علم ہے۔ دین ہمیں جس کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ بیان کرنے کے بعد خطبے میں ایک شخص کے متعلق بتایا کہ اس کا اس وجہ سے اب اخراج بھی ہوا ہے۔ خطبے کے بعد جب خطبہ ثانیہ شروع ہوا تو اس خطبے کے دوران ہی ایک صاحب کھڑے ہو کر حضرت خلیفہ ثانی سے پوچھنے لگے کہ حضور! جس شخص کا اخراج کا اعلان ہوا ہے اس کا نام کیا ہے؟ اس پر ایک دوسرے صاحب بولے۔ خطبے میں بولنا نہیں چاہئے۔ حضرت مصلح موعود مسکرائے اور پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ مجلس میں اپنی تلاشی کا واقعہ سنا رہے تھے۔ یہ تلاشی پنڈت لیکھرام کے واقعہ کے قتل کے سلسلے میں سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے لی تھی۔ آپ نے فرمایا ’’سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک چھوٹے دروازے میں سے گزرنے لگا تو اس کے سر کو سخت چوٹ آئی۔ دروازے کی چوگاٹ سے ٹکرا گیا اور سر چکرا گیا۔ ہم نے اسے دودھ پینے کو کہا لیکن اس نے انکار کیا کہ اس وقت میں تلاشی کے لئے آیا ہوں اور یہ میرے فرض منصبی کے مخالف ہوگا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے یہی جواب دیا۔) حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ’’اس پر یہی صاحب جواَب بولے ہیں جھٹ بولے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہوں نے سوال کیا کہ) حضور! اس کے سر میں سے خون بھی نکلا تھا یا نہیں؟ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا مَیں نے اس کی ٹوپی اتار کر نہیں دیکھی تھی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 110)

تو بعض لوگوں کو اسی طرح بلا وجہ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ بہر حال خطبے میں بولنا منع ہے لیکن دوسرے صاحب نے بول کر جو نصیحت کی تھی کہ خطبے میں بولنا منع ہے ان کا بھی عمل غلط تھا۔ اشارہ کیا جاتا ہے یا بعد میں کہا جاتا ہے۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے ایک اور لطیفہ سنایا کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ نماز باجماعت ہو رہی تھی۔ اُس نے اونچا سلام کیا تو نمازیوں میں سے ایک نے وعلیکم السلام اسی طرح اونچا کہہ دیا۔ تو اس کے ساتھ جو دوسرا نمازی کھڑا تھا اس کو کہنے لگا تمہیں پتا نہیں نماز میں بولا نہیں کرتے۔ تم نے جواب کیوں دیا؟ بہر حال یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے اس لئے خطبے میں بھی بولنا منع ہے۔ سوائے اس کے کہ اگر کہیں بولنا ہو، کسی کو روکنا ہو تو امام جو خطبہ دے رہا ہے وہ بول سکتا ہے۔ نماز میں تو امام بھی نہیں بول سکتا۔ گھروں میں بھی خاص طور پر بچوں کی ابھی سے اس بات کی تربیت کرنی چاہئے کہ جس طرح نماز میں بولنا منع ہے اسی طرح خطبے میں بھی بولنا منع ہے۔

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

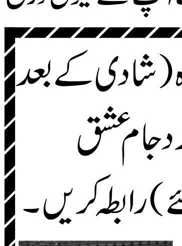

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

خطبہ جمعہ

اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات پر بھی ایمان لازمی ہے کہ اس کے تمام احکام ہماری استعدادوں کے مطابق ہیں اور ہمیں ان پر اپنی تمام تر استعدادوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہر ایک کے عمل اور سمجھ کی جو استعداد کی حد ہے وہی اس کی نیکی کا معیار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت سے بڑھ کر کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا۔

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو نماز بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ادا نہیں کرتے جو فرض ہے

جس طرح دنیا کے کاموں کے لئے کوشش ہوتی ہے اس سے بڑھ کر دین کے کام کے لئے کوشش ہونی چاہئے اور استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش ہونی چاہئے۔

ہمارے مربیان و مبلغین اور صاحبِ علم لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کی استعدادوں کو بڑھایا ہوا ہے تو وہ ان کا صحیح استعمال بھی کریں اور اپنی استعدادوں سے کمزوروں کی استعدادوں کو علمی لحاظ سے بڑھانے کی کوشش کریں۔

مربّیان اور مبلغین اور دوسرے واقفین زندگی جن کو دین کا علم ہے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ کریں کہ لوگوں کی استعدادوں کو سہارا دے کر اوپر لائیں۔ کم از کم درجے سے اوپر کے درجوں کی طرف استعدادوں کو بڑھانے میں مدد دیں یا جن درجوں پر ہیں ان کے بھی جو مختلف معیار ہیں ان کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ بات جہاں ترقی کرنے والے افراد کے ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والی ہوگی وہاں جماعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ اپنے اپنے لحاظ سے ہر ایک شخص کی استعدادوں میں اضافہ ہوتا رہے۔

اگر اس بات کو لے کر عہدیدار بھی اور جو بھی دوسرے ذمہ دار ہیں بیٹھے رہیں کہ ہم نے اپنے درس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا دیا۔

یا لوگ خلیفۂ وقت کا خطبہ سن لیتے ہیں اس لئے بار بار ذاتی طور پر بھی اور مختلف مجالس میں بھی ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، یاددہانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غلط ہیں۔ چاہے اس نیّت سے بھی نصیحت سے رُکیں کہ اگر خلیفۂ وقت کی نصیحت کا اثر نہیں ہوا تو ہماری نصیحت کا کیا اثر ہوگا تب بھی غلط ہے۔ یاددہانی بہرحال ضروری ہے۔

ہم میں سے ہر ایک جہاں خود دین کے کام میں چُست ہو وہاں دوسروں کو بھی چُست کرنے کی کوشش کرے۔

اگر ہر ایک اس سوچ کے ساتھ کام کرے تو ہم نہ صرف دوسروں کی استعدادیں بڑھانے میں حصہ دار بن رہے ہوں گے بلکہ اپنی استعدادیں بھی اس سوچ کے ساتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ مَیں نے بھی ایک جگہ کھڑے نہیں رہنا، ترقی کرنی ہے اور دوسروں کو خیر مہیا کر کے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کئی گنا فضلوں کے بھی مستحق بن رہے ہوں گے اور یہ سوچ جماعت کی عمومی ترقی میں بھی ایک تغیّر پیدا کرنے والی بن جائے گی۔

محترمہ جنان العنانی صاحبہ آف شام حال ترکی اور مکرمہ حبیبہ صاحبہ آف میکسیکو کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 رجنوری 2015ء بمطابق 30 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ (البقرۃ: 287) یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر ذمہ داری نہیں ڈالتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو انسانی طاقت سے باہر ہو، اس کی استعدادوں سے باہر ہو، اس کی قابلیت سے باہر ہو۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے احکام آتے ہیں جن پر عمل انسانی طاقت سے باہر نہیں تو پھر ان پر عمل کی ذمہ داری انسان پر عائد ہوتی ہے۔ ایک حقیقی مومن یہ عذر نہیں کر سکتا کہ فلاں حکم میری طاقت سے باہر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات پر بھی ایمان لازمی ہے کہ اس کے تمام احکام ہماری استعدادوں کے مطابق ہیں اور ہمیں ان پر اپنی تمام تر استعدادوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ حکم ہے تم اس پر عمل کر کے اس کے اعلیٰ ترین معیاروں کو ضرور حاصل کرنا ورنہ اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے تم سزا کے مستحق ٹھہرو گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ہر حکم پر عمل تمہاری استعدادوں کے مطابق ضروری ہے۔ اور جب ہم انسانی فطرت کا، انسان کی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہر انسان کی حالت مختلف ہے۔ اس کی دماغی حالت، اس کی جسمانی ساخت، اس کا علم، ذہانت وغیرہ مختلف ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوریوں، اس کی حالت اور اس کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے احکامات میں ایسی لچک رکھ دی ہے جس کے کم سے کم معیار بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ معیار بھی مقرر ہیں۔ جب ایسی لچک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میرے احکامات پر دیانتداری سے عمل کرو۔ پس یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جو انسانی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ کسی کو اس اعتراض کی گنجائش نہیں رہنے دی کہ اے اللہ! تُو نے میری فطرت تو ایسی بنائی ہے، میری حالت تو ایسی بنائی ہے اور احکامات اس سے مطابقت نہ رکھنے والے دیئے ہیں۔ حکم تو تُو مجھے یہ دے رہا ہے کہ اعلیٰ ترین معیار تیرے احکامات پر عمل کر کے قائم کروں اور میری

جسمانی حالت یہ ہے کہ میں اس معیار کے مطابق عمل کر ہی نہیں سکتا یا میری ذہنی حالت نہیں یا میری اور کمزوریاں ہیں جو ان معیاروں کو حاصل کرنے میں روک ہیں، مَیں کس طرح اس پر عمل کر سکتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کہہ کر تمام عذر ختم کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیشک اپنے احکامات، اپنی تعلیم پر عمل کا مکلف ٹھہرایا ہے۔ اس کو کہا ہے کہ تم ضرور کرو مگر اس کا چھوٹے سے چھوٹا معیار رکھ کر اس پر عمل نہ کر کے مؤاخذہ سے بچنے والوں کا عذر نہیں رہنے دیا۔ فرمادیا کہ یہ معیار تمہاری حالت کے مطابق ہیں ان پر تو بہرحال چلنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''کوئی آدمی بھی خلاف عقل باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ قویٰ کی برداشت اور حوصلے سے بڑھ کر کسی قسم کی شرعی تکلیف نہیں اٹھوائی گئی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اس آیت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ایسے نہیں جن کی بجا آوری کوئی کر ہی نہ سکے۔ اور نہ شرائع و احکام خدائے تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے نازل کئے کہ اپنی بڑی فصاحت و بلاغت اور ایجادی قانونی طاقت اور چیستاں طرازی کا فخر انسان پر ظاہر کرے۔'' (پہیلیاں بوجھوانی شروع کر دے۔ مشکل باتیں بیان کر کے انسان پر یہ فخر ظاہر کرے۔) فرمایا: ''.....فخر انسان پر ظاہر کرے اور یوں پہلے ہی سے اپنی جگہ ٹھان رکھا تھا کہ کہاں بیہودہ ضعیف انسان اور کہاں کا ان حکموں پر عمل درآمد؟ خدا تعالیٰ اس سے برتر اور پاک ہے کہ ایسا لغو فعل کرے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 62-61۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو اعضاء دیئے ہوئے ہیں، جو طاقتیں دی ہوئی ہیں اس کے قویٰ کی برداشت اور طاقت کے مطابق اپنے احکامات پر عمل کرنے کی انسان سے توقع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ہماری طرح نہیں ہے کہ اپنا رعب قائم کرنے کے لئے حکم دے دیئے۔ ان افسروں کی طرح جو اپنے ماتحتوں کو تنگ کرنے کے لئے بعض حکم دیتے ہیں اور نہ عمل کرنے کی وجہ سے ان کو ذلیل و رسوا کرتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت تو اپنے بندوں پر بیشمار ہے۔ انسان عمل کرے جن باتوں کے عمل کرنے کا حکم دیا ہے تو کئی گنا اجر دیتا ہے اور ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے عمل کی توقع رکھتا ہے اور بیشمار اجر دیتا ہے۔ پس کیا ایسا خدا جو اپنے بندوں پر اس قدر مہربان ہو اس کی باتوں پر عمل کرنے کی انسان کو اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش نہیں کرنی چاہئے؟ یقینا ایک حقیقی مومن اس کے لئے کوشش کرے گا اور کرنی چاہئے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''شریعت کا مدار نرمی پر ہے۔ سختی پر نہیں''۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 404۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی ہر ایک سے اس کی استعدادوں کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔ شریعت نرمی اور آسانی دیتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے استعدادوں کے مطابق عمل کا کہہ کر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کی حد مقرر کر دی۔ یہ حد بندی کر دی۔ ہر ایک کی اپنی ذہنی اور علمی حالت کے مطابق انسانی عقلوں کی بھی حد بندی کر دی۔ کاموں کی بھی حد بندی کر دی سوائے اس کے کہ انسان ذہنی بیمار ہو یا پاگل ہو۔ چھوٹی سے چھوٹی عقل رکھنے والے کے لئے بھی اس کے مطابق عمل کا کہا ہے جو اس کی صلاحیتیں ہیں، جو اس کی استعدادیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہر انسان ایمان حاصل کرے۔ اس لئے اس نے چھوٹی سے چھوٹی عقل کا بھی معیار قائم کیا کہ جو جس کی صلاحیت ہے اس کے مطابق اس کو ایمان تو بہرحال حاصل کرنا چاہئے۔ اگر وہ چھوٹی سے چھوٹی عقل کا بھی معیار مقرر نہ کرتا پھر سب لوگ ایمان لانے کے مکلف نہ ہوتے۔ ان پر لازمی نہ ہوتا کہ ضرور ایمان لائیں۔ صرف وہی اس کے مکلف ہوتے جو عقل کے اونچے معیار کے ہیں جن کی صلاحیتیں اور استعدادیں بہت زیادہ ہیں۔ اگر کسی شخص کو کوئی بات سمجھ نہ آئے تو پھر اس پر عمل نہ کرنے کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ادنیٰ عقل سے لے کر اعلیٰ عقل تک مختلف درجوں کے لحاظ سے معیار رکھے ہیں۔ کوئی بڑا عقلمند ہے۔ کوئی کم عقلمند ہے۔ کسی میں زیادہ صلاحیتیں استعدادیں ہیں۔ کسی میں کم ہیں۔ دنیاداری کے معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اسی دماغی رجحان اور حالت کے مطابق کوئی اعلیٰ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ صلاحیت رکھتے ہوئے بہت آگے نکل جاتا ہے۔ کوئی درمیان میں رہتا ہے۔ کوئی بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ پھر پیشوں کے لحاظ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی کسی پیشے میں آگے نکلنے کی صلاحیت رکھتا ہے کوئی کسی پیشے میں۔ تعلیم کے لحاظ سے کسی کا رجحان کسی مضمون کی طرف ہوتا ہے، کسی کا کسی طرف۔ تو یہ ایک فطری چیز ہے کہ رجحان مختلف کاموں کے کرنے اور ان میں کامیابی حاصل کرنے کی طرف لے جاتے ہیں۔ بہرحال کوئی انسان برابر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے برابر پیدا ہی نہیں کیا، نہ حالات اس کو برابر کر سکتے ہیں۔ انسانوں کی صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ برابر مواقع بھی دیئے جائیں تو تب بھی کوئی آگے نکل جاتا ہے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔ عقل کے علاوہ بھی بعض عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ یہی حالت ایمان کی بھی ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر ہوتا ہے اسی طرح ایمان میں بھی یہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کی بھی یہی حالت ہے۔ اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق کوئی آگے نکل جاتا ہے، کوئی پیچھے رہ جاتا ہے۔ ہم یہ امید تو سب سے کر سکتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا ہے نہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ سب کا ایمان اور عمل کا معیار ایک جیسا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ تو فرماتا ہے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ لیکن یہ مطالبہ قرآن کریم میں نہیں ہے کہ ہر ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مومن کیوں نہیں بنتے۔

ایک روایت میں آتا ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اگر نفل پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ماہ کے روزے رکھنا فرض ہے۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ ہاں نفلی روزے رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر اس نے پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی زکوٰۃ ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ ہاں ثواب کی خاطر تم نفلی صدقہ دینا چاہو تو دے سکتے ہو۔ یہ باتیں سن کر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ خدا کی قسم! نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو کامیاب سمجھو۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب الزکاۃ من الاسلام حدیث نمبر 46)

آپ نے اس کو فلاح پانے والا کہا اور یہ کہہ کر جنت کی بشارت دی۔

پس اس بات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام نے ہر ایک سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے ایمان کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہر ایک کے مختلف درجے ہیں۔ ہر ایک کی طاقتیں ہیں۔ ہر ایک کے ایمان کے معیار ہیں۔ حضرت ابوبکر زکوٰۃ کے علاوہ بھی گھر کا اپنا سارا مال اٹھا کے لے آتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سمجھتے ہیں آج میں آگے نکل جاؤں گا اور آدھا مال گھر کا لے آتے ہیں۔ لیکن جب دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لے کر آئے ہوئے تھے۔ (سنن الترمذی ابواب المناقب باب نمبر 43 حدیث نمبر 3675)

تو یہاں بھی ہر ایک کے معیار ہیں۔ ہاں یہ بیشک ہے کہ ایسے اعلیٰ معیار کا مطالبہ ہر ایک سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن تحریص دلائی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ نوافل کا ثواب ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ نوافل فرائض کی کمی کو بھی پورا کرتے ہیں۔ ایمان و یقین میں اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ حکم نہیں دیا گیا کہ ضرور ہر ایک کے لئے فرض ہے چاہے اس کی حالت ہے کہ نہیں کہ نفل ادا کرے۔ یعنی جو بھی فرائض میں داخل ہے صرف نفل نمازوں کے (معاملہ میں) نہیں بلکہ مالی قربانی کے لئے بھی، وقت کے لئے بھی۔ کیونکہ اعلیٰ درجوں پر عمل جو ہے اسلام میں قابلیتوں کی بنا پر ہے۔ اس لئے ہر ایک کے لئے فرض نہیں ہے اور چونکہ قابلیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے کم سے کم قابلیت اور عقل جو سب میں ہوتی ہے اس کے مطابق مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایمان کے اعلیٰ مدارج کا ہر ایک سے مطالبہ نہیں کیا گیا۔ جو (مدارج) کسی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ایمان رکھنے والے کے اپنے اعلیٰ معیار کے مطابق ہوں، کم سے کم ایمان رکھنے والے کا جو اعلیٰ ترین معیار ہے اس کو وہاں تک پہنچنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ پس یہ فرق ہے جو صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق رکھا گیا ہے اور کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: ''خدا تعالیٰ انسانی نفوس کو ان کی وسعت علمی سے زیادہ کسی بات کو قبول کرنے کے لئے تکلیف نہیں دیتا اور وہی عقیدے پیش کرتا ہے جن کا سمجھنا انسان کی حد استعداد میں داخل ہے تا اس کے حکم تکلیف مالا یطاق میں داخل نہ ہوں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 432)

پس ہر ایک کے عمل اور سمجھ کی جو استعداد کی حد ہے وہی اس کی نیکی کا معیار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت سے بڑھ کر کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا۔

یہاں یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمارے دل کی پاتال تک ہے، گہرائی تک ہے۔ کسی بھی قسم کا بہانہ اپنی کم علمی یا کم عقلی یا استعدادوں کی کمی کا اللہ تعالیٰ کے حضور نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے پھر اپنی استعدادوں کے جائزہ لے کر اپنے ایمان اور عمل کو پرکھنا چاہئے۔ یہی نہیں کہ تھوڑے سے تھوڑا معیار ہے تو بس ہمیں چھٹی مل گئی۔ کم از کم معیار بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا وہ یہ تھا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اور ایک مرد کے لئے پانچ نمازیں باجماعت فرض ہیں۔ روزے فرض ہیں اور اگر مال پر قربانی یا زکوٰۃ لگتی ہے تو وہ بھی فرض ہے۔ پس یہ کم از کم معیار ہیں۔ پس ان معیاروں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے جائزے لے کر ہر ایک کو پرکھنا چاہئے۔

جیسا کہ میں نے کہا اس حدیث میں اس شخص نے کہا تھا کہ نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم تو وہ کم از کم معیار تھا جس کا اس نے اعلان کیا تھا۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو نماز بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ادا نہیں کرتے جو فرض ہے جیسا کہ مَیں نے کہا مردوں کو باجماعت نماز فرض ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ جس طرح دنیا کے کاموں کے لئے کوشش ہوتی ہے اس سے بڑھ کر دین کے کام کے لئے کوشش ہونی چاہئے اور استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش ہونی چاہئے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کمزور لوگ ہمیشہ اپنے لئے سہارے کی تلاش کرتے ہیں لیکن کیونکہ صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے بعض لوگ جن میں کچھ قابلیت ہو آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن بعض مزید سہارے کو چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ تھک کر اس لئے بیٹھ جائیں کہ ان کی صلاحیت ہی اتنی تھی۔ دنیاوی قانون میں تو ممکن ہو سکتا ہے کہ صلاحیت سے زیادہ کا وزن کسی پر ڈالا جا رہا ہو لیکن دین کے معاملات میں یہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ذکر

ہو چکا ہے کہ کم ازکم معیار کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ صلاحیت سے زیادہ کا بوجھ کسی پر لادا جا رہا ہو۔ ہاں بعض باتوں کو سمجھنے کے لئے بعض سہاروں کی ضرورت پڑسکتی ہے۔ جیسا کہ دنیاوی معاملات میں پڑتی ہے۔ ان سہاروں کی طرف کمزور مومنوں کو رجوع کرنا چاہئے اُسی طرح جس طرح ایک کمزور طالب علم استاد سے بار بار کوئی سبق سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور استاد کی کوشش سے ان کے معیار بہتر ہو جاتے ہیں لیکن استاد مدد نہ کرے تو بالکل پیچھے رہ جاتے ہیں لیکن ایسے استاد جو مدد نہ کریں ان کے رویے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ استاد صحیح طور پر اپنے فرائض اور اپنا حق ادا نہیں کر رہے بلکہ اپنے کام سے خیانت کرنے والے استاد ہیں۔

یہاں مَیں دین کے لئے جو استاد مقرر ہیں ان کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں یعنی ہمارے مربّیان و مبلغین اور صاحب علم لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے جواُن کی استعدادوں کو بڑھایا ہوا ہے تو وہ ان کا صحیح استعمال بھی کریں اور اپنی استعدادوں سے کمزوروں کی استعدادوں کو علمی لحاظ سے بڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ یہ آپ کی طرف سے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا شکرانہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حقیقی رنگ میں شکر گزاری نہ ہو تو انسان گنہگار بن جاتا ہے۔

پس مربّیان اور مبلغین اور دوسرے واقفین زندگی جن کو دین کا علم ہے خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ کریں کہ لوگوں کی استعدادوں کو سہارے دے کر اوپر لائیں۔ کم ازکم درجے سے اوپر کے درجوں کی طرف استعدادوں کو بڑھانے میں مدد دیں یا جن درجوں پر ہیں ان کے بھی جو مختلف معیار ہیں ان کو بھی بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ بات جہاں ترقی کرنے والے افراد کے ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والی ہوگی وہاں جماعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔

مبلغین اور مربیان کو تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ تمہارے علم کی وجہ سے تمہاری استعدادیں بڑھائی گئی ہیں ان کو اپنے بھائیوں کی استعدادیں بڑھانے کے لئے استعمال کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ۔ (آل عمران: 105) اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔ آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے کئی جامعات چل رہے ہیں جہاں سے دینی تعلیم حاصل کر کے مربّیان اور مبلغین نکل رہے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ جماعت کی تربیت کی طرف بھی پوری توجہ دیں۔ دینی علم انہوں نے صرف خاص موقعوں اور تقریروں یا مناظروں یا صرف چند افراد کو تبلیغ کرنے کے لئے نہیں سیکھا بلکہ مسلسل اپنے آپ کو اس کام میں مصروف رکھنا ہے۔ یہ ان کے فرائض میں داخل ہے۔ اپنوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ ان کے ایمان و ایقان میں اضافے کے طریق بھی انہیں سکھانے ہیں۔ ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی بھی کوشش کرنی ہے اور دنیا کو خیر کی طرف بلانے کے نئے سے نئے راستے اور طریق بھی ایجاد کرنے ہیں۔ بعض زیادہ تجربہ کار ہو جاتے ہیں۔ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کام نہیں ہے۔ جو کام دیا جاتا ہے ہم اسے فوری طور پر بجالاتے ہیں۔ لیکن یہ چیز غلط ہے۔ صرف یہ بہانے ہوتے ہیں۔ بعض اپنے کام کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنی گھریلو ذمہ داریوں کی طرف زیادہ توجہ دے رہے ہوتے ہیں۔ بعض اپنی ذات پر ضرورت سے زیادہ توجہ دینے والے ہوتے ہیں چاہے وہ چند ایک ہی ہوں۔ لیکن اگر ایسے نظر آتے ہیں تو چھوٹی سی جماعت میں بہت ابھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ ہفتہ میں تین دن سٹوروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ مَیں صرف نئے آنے والوں کی بات نہیں کر رہا۔ ان میں سے بہت سے اللہ کے فضل سے ایسے ہیں جو قربانی کے جذبے سے سرشار ہیں اور ابھی تک وہ ایک جذبے سے کام کر رہے ہیں اور اللہ کرے کہ وہ کام کرتے رہیں۔ اکثریت اپنے وقت کا احساس بھی رکھتے ہیں۔ جو پہلے جیسا کہ مَیں نے کہا تجربہ کار ہیں ان کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دینی علم کی جو استعدادیں بڑھائی ہیں ان کے فرائض جو اُن پر عائد کئے ہیں ان کا اپنے طور پر بھی صحیح استعمال کریں اور افراد جماعت کی استعدادیں بڑھانے میں ایک اچھے استاد کی طرح ان کا استعمال کریں۔ دنیا میں کوئی بھی نظام ہو، اللہ تعالیٰ کو تو پتا تھا کہ نظام کو چلانے کے لئے مختلف قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو اپنے ایمان اور دینی علم کی استعدادیں بڑھا کر پھر دنیا کی بھلائی کے لئے اسے استعمال کریں اور واقفین زندگی نے اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا ہے۔ پس یہ علم اور یہ پیشکش اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس کا حق ادا کریں۔ یہ صحیح ہے کہ اس علم کے سیکھنے اور سکھانے میں بھی سب برابر نہیں ہو سکتے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک ایک جیسا نفع دوسروں کو نہیں پہنچا سکتا۔ دوسروں کی صلاحیتوں کو اجاگر نہیں کر سکتا۔ ہر ایک کی اپنی انفرادی صلاحیت دین کا علم سیکھنے اور سکھانے میں مختلف ہوتی ہے۔ لیکن جتنی صلاحیت ہے، جتنی استعداد ہے اس کے استعمال کے تو اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور جب ہر ایک اس طرح سنجیدگی سے کوشش کرے گا تو وہ جہاں اپنے کمزور بھائیوں کے لئے فائدہ مند ہوں گے وہاں جماعت کے معیار بھی بلند کرنے والے ہوں گے۔

پس واقفین زندگی اور خاص طور پر مربّیان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور افراد جماعت کی استعدادوں کے معیار بلند کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عہدیدار ہیں۔ افراد جماعت انہیں اس لئے عہدیدار بناتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جن افراد کو ہم کوئی عہدہ دینا چاہتے ہیں ان کی استعدادیں، ان کا علم، ان کی عقل ہم سے بہتر ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ منتخب کرنے والوں کی یہ سوچ ہونی چاہئے اور یہ سوچ رکھنا فرض کی ادائیگی کا کم ازکم معیار ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتے۔ اگر یہ کم ازکم معیار عہدیدار منتخب کرتے وقت سامنے ہو تو کبھی کوئی ایسا عہدیدار منتخب نہ ہو جو صرف عہدے کے لئے منتخب کیا گیا ہو۔ بہرحال عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ جماعت کی علمی اور دینی ترقی کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کریں ان کی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ اپنے اپنے لحاظ سے ہر ایک شخص کی استعدادوں میں اضافہ ہوتا رہے۔ تربیت کا معاملہ ہے تو سیکرٹری تربیت اور صدر جماعت کے ساتھ باقی عاملہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے نمونے کے ساتھ دوسروں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ مثلاً خطبات سننا ہے، درس سننا ہے، جماعتی پروگراموں میں شامل ہونا ہے تاکہ دینی اور علمی اور روحانی ترقی ہو۔ ان فنکشنز (functions) پر لانا اور پھر ان خطبات وغیرہ اور جلسوں وغیرہ سے فائدہ اٹھا کر مستقل افراد جماعت کو یاددہانی کرواتے رہنا یہ عہدیداروں کا کام ہے۔ جہاں یہ مربیان کا فرض ہے وہاں عہدیداروں کا بھی کام ہے۔ عاملہ کے تمام ممبران کا فرض ہے۔

بعض مربّیان جو ہیں بڑے اعلیٰ رنگ میں اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ میرے خطبے کے نوٹس بھی لیتے ہیں۔ پھر اپنے درسوں میں، اپنی مجلسوں میں سارا ہفتہ کسی نہ کسی بات کو لے کر تلقین کرتے ہیں جس کا افراد جماعت پر بھی نیک اثر پڑتا ہے۔ کئی لوگ مجھے اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ درس سن کے ہمارے دینی علم میں اضافہ ہوا۔ فلاں عمل کو ہمیں صحیح طور پر کرنے کا طریق پتا چلا۔ ہماری سستیاں دُور ہوئیں۔ لیکن اگر اس بات کو لے کر عہدیدار بھی اور جو بھی دوسرے ذمہ دار ہیں بیٹھے رہیں کہ ہم نے اپنے درس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس سنا دیا۔ یا لوگ خلیفۂ وقت کا خطبہ سن لیتے ہیں اس لئے بار بار ذاتی طور پر بھی اور مختلف مجالس میں بھی ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، یاددہانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غلط ہیں۔ چاہے اس نیت سے بھی نصیحت سے رکیں کہ اگر خلیفہ وقت کی نصیحت کا اثر نہیں ہوا تو ہماری نصیحت کا کیا اثر ہوگا تب بھی غلط ہے۔ یاددہانی بہرحال ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ بعض باتیں بعض لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آتیں۔ میں خود بھی کوشش کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بھی آسان رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کروں۔ لیکن پھر بھی میں نے جائزہ لیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ یا جو وہ سمجھے وہ صحیح نہیں تھا۔ اس لئے اگر وقتاً فوقتاً آسان انداز میں ہلکے پھلکے طور پر مجالس میں سمجھایا جاتا رہے تو کم استعداد والوں کو بھی سمجھ آجاتی ہے۔

پس سہاروں کی بہرحال ضرورت پڑتی ہے اور ذمّہ دار لوگوں کا یہ کام ہے کہ کمزوروں کا سہارا بنیں۔ بعض لوگ تو خود بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے خطبہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ سنا تو ہمیں مضمون سمجھ آیا۔ لیکن ہر ایک خود توجہ نہیں دیتا۔ اس لئے وہ لوگ جنہوں نے دین کی خدمت کے لئے وقف کیا ہے اور وہ لوگ جن پر یہ ذمہ داری ہے کہ کمزوروں کا سہارا بننے کی کوشش کریں ان کو بہرحال اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ ابھی نماز باجماعت کی بات ہوئی ہے کہ مَردوں پر فرض ہے۔ اکثر مَیں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ اس میں بھی اگر باقاعدہ آنے والے سہارا بننے کی کوشش کریں تو بہتری آسکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ عہدیدار ہی ہوں، عام آدمی بھی سہارا بن سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس موضوع پر بات کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک دن میں عشاء کی نماز پر مسجد میں آیا تو مَیں نے دیکھا کہ صرف دو صفیں تھیں۔ قادیان کی بات ہے۔ تو میں نے کہا کہ لوگ نماز پر آتے ہوئے ہمسایوں کو بھی ساتھ لے آیا کریں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اگلے دن تعداد بڑھنی شروع ہوگئی۔ اب جو نئے آنے والے تھے ان کو پتا ہے کہ نماز ضروری ہے۔ یہ تو ہر ایک کو پتا ہے فرائض میں داخل ہے۔ لیکن اس استعداد کی کمی تھی کہ اس اہمیت کو یاد رکھ سکیں یا سستی نے استعدادوں کو کم کر دیا تھا۔ تو یاددہانیاں بھی استعدادوں کو چمکا دیتی ہیں یا ان کو بہتر کرنے کا موجب بنتی ہیں۔ نمازوں میں حاضری بڑھنا بتاتا ہے کہ طاقت سے بڑھ کر تکلیف کی وجہ سے مسجد میں آنا روک

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
LUTHRA JEWELLERS
SIGN OF PURITY
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

نہیں تھا بلکہ سستی نے استعداد یا اہمیت کا اندازہ نہ ہونے دیا اور اس وجہ سے پھر استعداد کو زنگ لگ گیا اور آہستہ آہستہ وہ مسجد میں آنے میں سست ہو گئے۔ پس ذرا سی کوشش سے سست لوگ اپنی غفلت دُور کر سکتے ہیں۔

اس لئے گزشتہ دنوں جب مَیں نے خاص طور پر بعض تربیتی کاموں کی طرف امام صاحب، عطاء المجیب راشد صاحب کو توجہ دلائی تو یہ بھی کہا تھا کہ یہ بھی افراد جماعت کو کہیں کہ ایک دوسرے کو مسجد میں لانے میں مدد کریں۔ یہاں اگر فاصلے زیادہ ہیں تو ہمسائے اپنی سواری بدل بدل کر استعمال کر سکتے ہیں تا کہ کسی پر پٹرول کے خرچ کا بوجھ بھی نہ پڑے۔ بعض لوگ پہلے بھی اس طرح کرتے ہیں۔ جلنگھم کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ صبح فجر کی نماز پر ان کے دوست دس منٹ پہلے فون کر دیتے ہیں کہ مَیں اتنے منٹ بعد پہنچ رہا ہوں۔ فجر کی نماز کے لئے تیار رہیں۔ اگر اس طرح آپس میں ایک دوسرے کو کہہ دیں تو مسجد کی حاضری کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بات سے ہر ایک یکساں فائدہ نہیں اٹھاتا۔ یاد دہانی کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے مطابق بات جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض خود کوشش کرتے ہیں۔ بعض سہارے تلاش کر کے بہتر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض کے لئے خود سہارا بننا پڑتا ہے تا کہ جو افراد کی استعدادوں کی ترقی ہے وہ بھی حاصل ہو اور جماعتی معیاروں کی ترقی بھی حاصل ہو۔ اس لئے بہرحال نظام جماعت کو بھی اور افراد کو بھی جو بہتر ہیں، اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔

توجہ کی بات ہو رہی ہے تو پھر خطبات میں بھی توجہ قائم رکھنی چاہئے۔ خطبوں کے دوران بعض دفعہ میں نے بھی دیکھا ہے، بعض خود بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ بعض دفعہ لوگ اونگھ جاتے ہیں اور صرف اونگھ نہیں جاتے بلکہ اتنی گہری نیند میں چلے جاتے ہیں کہ جھٹکا کھا کر ساتھ والے پہ گرتے ہیں۔ اس بیچارے کو پھر ٹھوکر لگانی پڑتی ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی ہیں جن کی شنوائی کم ہوتی ہے۔ صحیح طرح سن نہیں سکتے۔ مطلب نہیں اخذ کر سکتے۔ بعض اپنی سوچوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے مختلف قسموں کے لوگ جو ہیں ان کے لئے صرف فرض کر لینا کہ انہوں نے خطبہ سن لیا یا تقریر سن لی اس میں کیا اثر ہو سکتا ہے۔ بہرحال ان کے لئے یاد دہانی اور توجہ کی ضرورت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا جو بعد میں کرائی جاتی رہنی چاہئے۔ جلسوں کے دوران تو شاید بعض لوگ اس لئے بھی نعرہ لگا دیتے ہیں کہ ارد گرد بیٹھے ہوؤں کو اونگھتا ہوا دیکھتے ہیں یا اپنی نیند مٹانی چاہتے ہیں تو بہرحال تقریر سننا، خطبہ سننا، توجہ سے سننا، اسے جذب کرنا، اس پر عمل کرنا یہ سب باتیں ہر ایک کی اپنی اپنی استعدادوں پر منحصر ہیں اور اگر یاد دہانیاں ہوتی رہیں تو استعدادیں بہتر ہوتی جاتی ہیں۔

پھر اسلام ہر مومن کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے ساتھ آگے بڑھانے کی کوشش کرے۔ صرف مربّیان یا عہدیداروں کا کام ہی نہیں ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا۔ نماز کے لئے لانے کی طرف یہ توجہ ضروری نہیں کہ دُور سے ہی لانا ہے۔ ہماری مسجدوں کے ارد گرد جو قریب قریب ہمسائے رہتے ہیں وہ قریب رہنے والے بھی کوشش کریں۔ مسجد فضل کے نزدیک یا اس بیت الفتوح کے نزدیک جو لوگ ہیں وہ اگر ہمسایوں کو توجہ دلاتے رہیں تو حاضریاں بڑھ سکتی ہیں۔ اسی طرح باقی مساجد میں۔ اور یہ حقیقی اسلامی مؤاخات بھی ہے۔ ایک دوسرے سے بھائی چارہ اور محبت بھی ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے۔ ان کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ جب آگے بڑھیں تو اپنے بھائیوں کو بھی بلائیں کہ آؤ اسے حاصل کرو۔ جو کمزور ہیں انہیں کھینچ کر اوپر لائیں۔ یہ کام کہ دوسروں کو کھینچ کا اوپر لانا یہ خود بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بنائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیر کی طرف لے جانے والا ثواب کا ویسا ہی مستحق ہوتا ہے جیسا کہ نیکی کرنے والا۔

(سنن الترمذی ابواب العلم باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ حدیث نمبر 2670)

پس باجماعت نماز پڑھنے والے کو جہاں اپنی باجماعت نماز پڑھنے کا ستائیس گنا ثواب ملے گا وہاں وہ اپنے ساتھ لانے والے جتنے افراد ہوں گے ان کا بھی ثواب کما رہا ہوگا۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنے ساتھ تین اشخاص کو لے کر آتا ہے تو اس نماز میں اس کا ثواب ستائیس گنا کی بجائے ایک سو آٹھ گنا ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بھی دیکھیں اپنے بندوں کو نوازنے کے کیا کیا انداز ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک جہاں خود دین کے کام میں چست ہو وہاں دوسروں کو بھی چست کرنے کی کوشش کرے۔ اگر ہر ایک اس سوچ کے ساتھ کام کرے تو ہم نہ صرف دوسروں کی استعدادیں بڑھانے میں حصہ دار بن رہے ہوں گے بلکہ اپنی استعدادیں بھی اس سوچ کے ساتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ میں نے بھی ایک جگہ کھڑے نہیں رہنا، ترقی کرنی ہے۔ اور پھر دوسروں کو خیر مہیا کر کے اللہ تعالیٰ کے کئی گنا فضلوں کے بھی مستحق بن رہے ہوں گے جیسا کہ میں نے حدیث سے بتایا۔ اور یہ سوچ جماعت کی عمومی ترقی میں بھی ایک تغیر پیدا کرنے والی بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی استعدادوں کو بڑھاتے چلے جانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے چلے جانے والے ہوں۔

آج بھی میں نمازوں کے بعد دو جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک محترمہ جنان العنانی صاحبہ کا ہے جو شام کی رہنے والی ہیں اور آجکل ترکی میں تھیں۔ 23؍جنوری 2015ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 11؍جنوری 1958ء کو پیدا ہوئیں۔ احمدیت سے قبل یہ سوچ کر کہ دنیا تو فانی ہے اس لئے خدا کی قربتیں تلاش کرنی چاہئیں انہوں نے بہت سے فرقوں کا مطالعہ کیا لیکن کہیں سکون نہ پایا۔ ہمیشہ بڑے درد سے خدا سے ہدایت کی دعا کرتی رہیں۔ آخر 1994ء میں ایم ٹی اے سے تعارف ہوا تو پروگرام لقاء مع العرب میں ان کا دل اٹک گیا۔ ان پروگرامز کو دیکھنے کے بعد پہلی مرتبہ انہیں سکون نصیب ہوا۔ پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سوالات بھیجے جن کے جوابات لقاء مع العرب میں دیئے گئے۔ لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جوابات سے یہ بہت متاثر ہوئیں اور 1995ء میں اپنے خاوند کے سامنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس فیصلہ میں ان کی بیٹی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ گو انہیں اپنے والد کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تاہم ان کی نیکی، تقویٰ، حسن اخلاق، حسن اعمال کو دیکھ کر ان کے خاوند اور دیگر بچے بھی احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

مرحومہ بڑی سادہ طبیعت کی خوش اخلاق، مخلص، نماز و تہجد کی پابند، رقیق القلب انسان تھیں۔ سب کی مدد کرتیں اور چھوٹوں بڑوں سے شفقت اور محبت سے پیش آتیں۔ مرحومہ نے شام اور ترکی میں لجنہ اماء اللہ اور بچوں کی تربیت کی اور انہیں نظام جماعت سکھانے اور خلافت کی محبت اور اس سے جڑے رہنے کی اہمیت ان کے دلوں میں راسخ کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ ایک لمبے عرصے تک وہاں کے ایک شہر کی صدر لجنہ اماء اللہ رہی ہیں پھر جب ترکی میں آئیں تو وہاں بھی انہیں صدر لجنہ سکندرون مقرر کیا گیا اور تادم آخر یہ اس فرض کو باحسن نبھاتی رہیں۔ اپنے پیچھے خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ سب کے سب بفضلہٖ تعالیٰ مخلص احمدی ہیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ وصیت انہوں نے کی تھی لیکن شام کے حالات کی وجہ سے ان کا ریکارڈ گم گیا۔ بہرحال وصیت ان کی زیر کارروائی ہے۔ کارپرداز اس کی کارروائی کر لے اور وصیت منظور کر دے۔ مرحومہ کے بیٹے علی جبر صاحب کہتے ہیں کہ والدہ صاحبہ خود بھی نماز تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرتیں اور تمام اہل خانہ کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔ ہمیشہ کہتی تھیں کہ نیند کی لذت کو تہجد کے لئے جاگنے کے شوق سے بدل دو تا تم ثابت کر سکو کہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی اور اہم لذت خدا کی عبادت ہے۔ نیز فرماتیں کہ خدا سے محبت کے اظہار کا یہ طریق بھی اختیار کرو کہ وضو کر کے تیار ہو کر اذان کے انتظار میں بیٹھو جیسے تم کسی بہت ہی پیارے سے ملاقات کے لئے بے چینی سے انتظار کرتے ہو۔

محمد شریف صاحب ترکی سے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود اور خلیفہ اور خلافت سے محبت کی پُرخلوص باتوں کا ضرور اثر ہوتا۔ ان کے پاس اگر کوئی بیٹھتا تو ہر وقت یہی باتیں کرتیں۔ بہت خواہشمند تھیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتریں۔ دوران گفتگو ان کی بات کی تان ہمیشہ قرآنی آیت یا حدیث نبوی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ٹوٹتی تھی۔

فاطمہ جمعہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے مرحومہ نے ہمیشہ میرا خیال رکھا اور مجھے کبھی نہیں چھوڑا۔ جب کسی بچے کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پڑھتے سنتیں تو تحفہ دے کر اس کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔ فاطمہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ آخری بار جب ہم ملنے گئے تو مجھے کہا: میں تم لوگوں کو وصیت کرتی ہوں کہ تم ہر حال میں ہمیشہ خلیفۂ وقت کی بات ماننا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد اور نسل کو بھی ہمیشہ جماعت سے وابستہ رکھے۔ اسلام کی حقیقی خدمت کرنے والے بنائے جیسا کہ ان کی خواہش تھی کہ ان کی نسل میں ہمیشہ حقیقی اسلام قائم رہے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ حبیبہ صاحبہ میکسیکو کا ہے جو 19؍جنوری 2015ء کو سو سال سے زائد عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے جون 2014ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحومہ نے ضعیف العمری میں اسلام قبول کیا مگر اس عمر میں بھی انہوں نے نماز سیکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمازوں کی پابند تھیں۔ دعاگو، عبادت گزار، بکثرت ذکرِ الٰہی کرنے والی، خوش مزاج اور نیک خاتون تھیں۔ وفات سے قبل نماز ظہر ادا کی۔ زبان پر ذکر الٰہی جاری تھا تو اس دوران ہی ان کی وفات ہو گئی۔ آپ کی ولادت میکسیکو کی چیاپہ (Chiapa) سٹیٹ کے ایک گاؤں زکزو (Zaktzu) میں کیتھولک مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ ان کے والد اپنے علاقے کے معروف پادری تھے جنہوں نے کیتھولک چرچ سے علیحدگی اختیار کر کے پروٹسٹنٹ فرقہ اختیار کیا۔ 1981ء میں مذہبی مخالفت کی بنا پر قتل کر دیئے گئے۔ مرحومہ کے خاوند ان کی جگہ اس فرقہ کے پادری مقرر ہوئے۔ 1996ء میں مرحومہ کے پوتے امام ابراہیم صاحب نے اسلام قبول کیا اور ان کی تبلیغ سے مرحومہ کے خاوند اور خاندان کے اکثر افراد نے احمدیت کو قبول کر لیا اور اب ان کے سب پوتے اور پوتیاں اور بچگان احمدی مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو ہمیشہ جماعت احمدیہ مسلمہ سے منسلک رکھے اور مرحومہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

”واقف زندگی لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دوسروں کی نسبت ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ ان کے عملی نمونے دیکھ کر دوسروں نے بھی نصیحت پکڑنی ہوتی ہے اس لئے چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا باہر کے ہر معاملہ میں واقف زندگی کو اپنا نمونہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے“

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 اپریل 2013 بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ نکاح بابرکت فرمائے۔ پہلا نکاح عزیزہ بشریٰ بدر واقفہ نو بنت مکرم اعجاز منظور صاحب ناروے کا عزیز محمد غالب جاوید مربی سلسلہ ابن مکرم جاوید چوہدری صاحب ناروے کے ساتھ ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ غالب جاوید جامعہ یوکے سے فارغ ہونے والے پہلے Batch کے طالب علم ہیں۔ اللہ کے فضل سے اس وقت پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں کام کر رہے ہیں۔ اور بڑے اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: واقف زندگی لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دوسروں کی نسبت ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ ان کے عملی نمونے دیکھ کر دوسروں نے بھی نصیحت پکڑنی ہوتی ہے اس لئے چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا باہر کے ہر معاملہ میں واقف زندگی کو اپنا نمونہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ ثوبیہ مخدوم واقفہ نو بنت مکرم محمد ذوالقرنین مخدوم صاحب لندن کا ہے۔ ان کا نکاح عزیزم شیخ عبد الحنان جو واقف نو ہیں اور جامعہ احمدیہ جرمنی کے طالب علم ہیں اور مکرم شیخ عبد الرؤف صاحب کے بیٹے ہیں کے ساتھ چار ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ۔ اگلا نکاح عزیزہ انیلہ بشارت کا ہے جو مکرم بشارت احمد صاحب کارکن جامعہ یوکے کی بیٹی ہیں ان کا نکاح عزیزم عبد القوی طارق ابن مکرم عبد المغنی زاہد صاحب کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ مائدہ عثمان بنت مکرم طارق عثمان صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم آفاق احمد مشتاق کے ساتھ آٹھ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقف نو ہیں اور محمود مشتاق صاحب جرمنی کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ حانیہ لطیف شیخ کا ہے جو واقفہ نو ہیں اور مکرم رضوان لطیف شیخ صاحب کینیڈا کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عطاء البصیر ابن مکرم فضل احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم یوکے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل مکرم مبشر احمد صاحب ظفر ہیں۔ ولی نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ لائلہ دین بنت مکرم بشیر الدین صاحب کا عزیزم غالب احمد شیخ ابن مکرم رفیق احمد شیخ صاحب جرمنی کے ساتھ گیارہ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

اس نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کے دوران حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کون سے ہیں؟ جو دار الصدر شالی میں رہتے ہیں۔ وہی ہیں نا؟ عرض کی گئی کہ جی حضور وہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ صائمہ احمد بنت مکرم سعید احمد صاحب کا ہے جو عزیزم عدیل احمد ابن مکرم شفیق احمد صاحب سربٹن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ سمیرہ مبارکہ کھوکھر بنت مکرم ملک حفیظ احمد کھوکھر صاحب لندن کا ہے جو عزیزم فرید احمد مرزا ابن مکرم سعید احمد مرزا صاحب لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ نائلہ ملک بنت مکرم ارشد شہباز صاحب کا ہے۔ ان کا نکاح مکرم David Joseph Quoil son of Mr. Michael Quoil of Germany کے ساتھ بیس ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور حق مہر کی رقم یورو کی بجائے پاؤنڈ میں بیان فرمادی تو اس پر دولہن کے والد نے عرض کی کہ حضور حق مہر یورو میں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا Sorry یورو میں ہے۔ آپ اپنے داماد کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔

بعد ازاں دولہے سے انگریزی زبان میں ایجاب و قبول کے بعد حضور انور نے فرمایا:

Allah bless your Nikh in every respect.

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Courtesy:
ALLADIN BUILDERS
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری۔ صدر وامیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

نماز جنازہ حاضر و غائب

مورخہ 30 جنوری 2015ء بروز جمعۃ المبارک قبل نماز مغرب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم فضل کریم لودھی صاحب (کلپہم۔یوکے)

23 جنوری 2015 کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو 1950ء کی دھائی میں قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی اور قریباً 20 سال احمدیہ گیسٹ ہاؤس کراچی میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ گزشتہ 15 سال سے یوکے میں مقیم تھے۔ بہت دعا گو، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے دو بیٹے یوکے میں مقیم ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔مکرم فضل احمد گھمن صاحب سابق درویش قادیان (آف چوکنانوالی ضلع گجرات حال ربوہ)

11 جنوری 2015ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد حیات صاحبؓ کے پوتے اور حضرت میاں احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ کے علاقہ میں احمدیت کا نفوذ 1905ء میں آپ کے والد اور دادا کی دستی بیعت کے ذریعہ ہوا۔ آپ 1942ء میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی تحریک پر فوج میں بھرتی ہوئے اور 1946ء میں فوج سے فارغ ہونے کے بعد جماعتی ہدایات کے مطابق قادیان کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے قادیان چلے گئے اور 1951ء تک درویشی کا عرصہ قربانی اور جماعتی خدمت کے جذبہ سے گزارا۔ اور پھر واپس اپنے گاؤں چوکنانوالی ضلع گجرات آگئے۔ 1964ء میں اپنے والد کے ہمراہ چک نمبر 5 احمد آباد میں منتقل ہوگئے جہاں آپ کو مسجد تعمیر کروانے کی توفیق ملی۔ یہاں آپ نے لمبا عرصہ صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی اور دوسروں کو بھی نظام خلافت اور جماعت کی اطاعت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ عجز وانکسار کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے، ہر ایک سے پیار و محبت کا سلوک کرنے والے نیک اور بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ نعیم احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الیٰ اللہ ربوہ کے والد اور مکرم غلام احمد خادم صاحب (مبلغ سلسلہ لیسٹر۔یوکے) کے سسر تھے۔

2۔مکرمہ زبیدہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد ابوالوفا صاحب درویش مرحوم۔ سابق مبلغ انچارج کیرالہ۔انڈیا)

16 جنوری 2015ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کیرالہ کے پہلے مبلغ سلسلہ مکرم مولانا بی۔ عبداللہ صاحب مرحوم کی بیٹی تھی۔ اپنے واقف زندگی اور درویش شوہر کی بہترین معاون و مددگار رہیں اور تمام عرصہ نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا اور دعوت الیٰ اللہ اور تربیتی کاموں میں ان کے شانہ بشانہ شریک ہوتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔مکرمہ امۃ الحمید بشریٰ صاحبہ (سرگودھا)

6؍اگست 2013ء کو طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم آف لنگروال کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ نمازوں کی پابند، کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، دعاگو، غریب پرور، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ 1974ء کے پرآشوب دور میں حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

4۔مکرمہ نصرت فرزانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم رفاقت احمد صاحب۔اسلام آباد۔پاکستان)

26 نومبر 2014ء کو 62 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم فضل الرحمن صاحب بسمل سابق امیر بھیرہ ضلع سرگودھا کی بیٹی اور مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کے دادا اور پڑدادا دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے اپنی طویل بیماری کا عرصہ نہایت صبر اور دعاؤں سے گزارا۔ آپ کو اپنے حلقہ چمن زار کالونی (راولپنڈی) میں 3 سال صدر لجنہ نیز سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کا موقع ملا۔ مرحومہ کا خلافت سے نہایت وفا، عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

5۔مکرمہ صدیقہ بانو صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالرزاق بھٹی صاحب۔ربوہ)

31 دسمبر 2014ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہت عبادت گزار، باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، ملنسار، ہمدرد، غریب پرور، اور صدقہ و خیرات کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم عبدالوحید بھٹی صاحب مربی سلسلہ ہیں اور جامعۃ المبشرین گھانا میں بحیثیت استاد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

6۔مکرم محمد شریف صاحب (ابن مکرم چنن دین صاحب۔ہڈرزفیلڈ۔یوکے)

2 جنوری 2015ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق ایک مخلص فیملی سے تھا جس نے 1947ء میں قبولیت احمدیت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم نے 12 سال فضل عمر ہسپتال میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ جرمنی میں قیام اور ناصر باغ کی تعمیر کے دوران انتھک محنت سے وقار عمل اور دوسرے کام کرنے کی توفیق بھی پائی۔ مرحوم نیک اور مخلص انسان تھے۔

7۔مکرم انیس احمد فاروق صاحب (ابن مکرم چوہدری نور احمد عابد صاحب مرحوم۔ربوہ)

12؍جنوری 2015 کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بے ضرر، کم گو، باحیا، صابر و شاکر، درویش منش، خوش مزاج اور مخلص انسان تھے۔ نماز بہت توجہ اور انہماک سے ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی تحریرات سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا اور آپ نے اکثر اعتراضات کے جوابات حوالوں کے ساتھ یاد کئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اردو مجالس عرفان کئی کئی بار سنتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو جرمنی میں مقیم ہیں۔ مرحوم نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مکرم فضل احمد صاحب درویش وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

مکرم چوہدری فضل احمد صاحب درویش ابن حضرت میاں احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساکن مکان 9/10 دارالصدر شمالی ھدیٰ ربوہ جو کہ قادیان کے 313 درویشوں میں سے تھے مورخہ 11 جنوری بروز اتوار طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے صبح بارہ بجے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے مورخہ 12 جنوری 2015 بعد نماز مغرب پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم جمیل الرحمن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ نے تقریباً 88 سال کی عمر پائی۔ آپ قادیان کے مستقل درویشوں میں سے تھے۔ بعد میں آپ واپس پاکستان تشریف لے آئے۔ دور درویشی کے دوران آپ مقدس مقامات پر ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ آپ کی سابقہ سکونت چوکنانوالی ضلع گجرات کی ہے۔ 1900 میں آپ کے والد حضرت میاں احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اس خاندان کو نور احمدیت کی برکت حاصل ہوئی۔ 1905ء میں آپ کے والد محترم حضرت میاں احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے دادا حضرت محمد حیات صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مکرم فضل احمد صاحب درویش نہایت مخلص اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت جماعتی خدمات میں بسر کیا۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی رفیقہ حیات مکرمہ زینب بی بی کے علاوہ 4 بیٹے اور 5 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم نسیم احمد صاحب زعیم انصاراللہ چوکنانوالی، مکرم نعیم احمد شاہد بطور مربی سلسلہ، مکرم مبشر احمد شاہد بطور سیکرٹری تربیت ریجن Huddersfiled یوکے، مکرم طاہر احمد گھمن صاحب صدر جماعت شہر Gemunden Am Main Germany خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ نیز آپ کے داماد مکرم غلام احمد خادم مشنری انچارج Leister,Uk مکرم چوہدری ولایت خاں صاحب قاضی کیلگری البرٹا کینیڈا، مکرم منور احمد وڑیچ صدر جماعت شہر Grafenhausen Germany اور فضل احمد صاحب درویش کے چھوٹے بھائی مکرم نذیر احمد صاحب صدر جماعت طاہر آباد گولارچی اور مکرم نذیر احمد صاحب کے بیٹے مکرم خلیل احمد تنویر مربی سلسلہ بطور نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

احباب سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کو مرحوم کی نیک روایات کو قائم رکھنے والا بنائے اور یہ سب خلافت کے بابرکت سایہ میں رہتے ہوئے سچے خادم ثابت ہوں۔

(دانیال احمد طاہر۔ابن طاہر احمد گھمن صدر جماعت Gumunden Am Main Germany

وصایا : وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 6742 میں محمد طارق یوسف چودھری ولد یوسف چودھری قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن گاندھی دھام ڈاکخانہ آدی پور ضلع کچھ صوبہ گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 فروری 2012ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔(۱) مکان رہائشی 1250 اسکوائر فٹ پر مشتمل بمقام بھاگیہ شری پارک آدی پور گاندھی دھام، موجودہ قیمت 35 لاکھ روپے۔(۲) پلاٹ 3600 اسکوائر فٹ سیکٹر نمبر 7 پلاٹ نمبر 138 گاندھی دھام، گجرات قیمت 35 لاکھ روپے۔(۳) 1150 اسکوائر فٹ پر مشتمل ایک مکان بمقام رویل ویلا گاندھی دھام، گجرات اندازاً قیمت 25 لاکھ روپے(۴) 7200 اسکوائر فٹ پر مشتمل 8 پلاٹ بمقام ورندہ ون پارک کوکما گاؤں بوجھ، گجرات قیمت 24 لاکھ روپے۔(۵) 1800 اسکوائر فٹ پر مشتمل 2 عدد پلاٹ بمقام ورنداون پارک کوکما گاؤں بوجھ، گجرات قیمت 6 لاکھ روپے۔(۶) 25 مرلہ زمین بمقام ننگل قادیان قیمت دس لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 50 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: وسیم احمد صدیق　　العبد: محمد طارق یوسف چودھری　　گواہ: صہیب احمد آصف

مسل نمبر: 7170 میں شیخ قمر الحسن ولد عبد الحمید قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 41 سال پیدائشی احمدی ساکن امام نگر ڈاکخانہ مونگلدھی ضلع بیر بھوم صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 ستمبر 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 5800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: لال محمد　　العبد: شیخ قمر الحسن　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7171 میں نور محمد ولد لیاقت صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم سلسلہ عمر 55 سال تاریخ بیعت 1972 ساکن مونیگرام ڈاکخانہ ساؤنٹا ضلع بیر بھوم صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ستمبر 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک بیگھہ کھیتی زمین 33 ڈسمل واقع مونیگرام۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 5428 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد سیف الدین شیخ　　العبد: نور محمد　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر: میں عزیز الاحمد ولد سراج الدین شیخ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن ابراھیم پور ڈاکخانہ بھرتپور ضلع مُرشید آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 ستمبر 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 5058 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد المعبود　　العبد: عزیز الاحمد　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر: 7173 میں شفا علی زوجہ محمد اکبر علی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال تاریخ بیعت 1997 ساکن اِشیرا ڈاکخانہ کھامیدہ ضلع بیر بھوم صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 ستمبر 2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 3 گرام 22 کیرٹ۔ حق مہر کے عوض میں ایک بیگھہ کھیتی زمین سروے نمبر 3842۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اکبر علی　　الامۃ: شفا علی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر: 7174 میں احسان علی ولد واجد علی قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن کشن گڑھ ڈاکخانہ کشن گڑھ ضلع اجمیر صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 مئی 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ بینک میں ایک لاکھ روپیہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایوب خان　　العبد: احسان علی　　گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر: 7175 میں شیخ وسیم ولد شیخ کافی قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جون 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 4 ڈسمل مکان کی زمین میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 6500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غیاث الدین　　العبد: شیخ وسیم　　گواہ: اختر الدین خان

مسل نمبر: 7176 میں ملیکہ بی بی زوجہ الیاس خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 تاریخ بیعت 1980 ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جون 2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ غیاث الدین　　الامۃ: ملیکہ بی بی　　گواہ: عبد الظہور

مسل نمبر: 7177 میں سید گلستان عارف ولد سید شکیل احمد قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن سرائے طاہر جامعہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 اکتوبر 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد طلحہ　　العبد: سید گلستان عارف　　گواہ: صادق رہبر

مسل نمبر: 7178 میں ایم۔اے عبد المولانا ولد ٹی محمد امین اللہ قوم احمدی مسلمان، طالب علم، عمر 17 سال پیدائشی احمدی ساکن سرائے طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مظفر احمد ظفر　　العبد: ایم اے عبد المولانا　　گواہ: مبشر احمد خادم

ایم ٹی اے انٹرنیشنل KU-Band میں ضروری تبدیلی

جملہ احباب جماعت جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل KU-Band کے ذریعہ مشاہدہ کررہے ہیں ان کی آگاہی کیلئے ضروری اطلاع ہے کہ ایم ٹی اے KU-Band میں سیٹلائٹ کی تبدیلی کی جارہی ہے۔ پہلے ایم ٹی اے ABS2 سیٹلائٹ کے ذریعہ مشاہدہ کیا جاتا تھا۔ اب آئندہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل Eutelsat E70B کے ذریعہ سے مشاہدہ کیا جاسکے گا۔ نئے سیٹلائٹ Eutelsat E70B کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات شروع ہوچکی ہیں۔ KU-Band کے ذریعہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل مشاہدہ کرنے والوں کو درج ذیل تبدیلی کرنی ہوگی۔

1۔ ڈش انٹینا: ڈش انٹینا کی پوزیشن East 70° ہوگی۔ اپنے ڈش انٹینا کو اس کے مطابق موڑ لیں۔ اس سلسلہ میں کسی Cable Service Provider سے مدد لی جاسکتی ہے۔ 2۔ ریسیور: آپ کا سیٹلائٹ ریسیور DVBS-2 جس کو Mpeg4 ریسیور بھی کہا جاتا ہے ہونا چاہیئے۔ بازار سے یہ ریسیور مہیا ہوسکتے ہیں۔ 3۔ پیرامیٹرز کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆Download Frequency: 11211 ☆Polarization : Horizontal ☆

☆Symbol Rate: 5111☆QPSK : 1/2

احباب جماعت پانچ ماہ کے اندر اندر اپنے گھروں میں مذکورہ بالا تبدیلی کرلیں۔ پانچ ماہ کے بعد صرف اسی تفصیل کے تحت KU-Band میں ایم ٹی اے کا مشاہدہ ممکن ہوسکے گا۔ مزید معلومات کیلئے شعبہ سمعی بصری سے رابطہ کریں: 01872-500311, 91-9779209066 (نظارت نشرواشاعت قادیان)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

مؤمن کا کام ہے کہ اپنے آپ کو کام میں مصروف رکھے۔ ایک ھدف کو حاصل کر کے دوسرے ٹارگٹ کی تلاش کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔ اور یہی انفرادی اور قومی ترقی کا نسخہ اور راز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 6 فروری 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب، جس طرح جس سوچ کے ساتھ انسان پڑھتا ہے اسی طرح کے اثرات قائم ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک واقعہ یاد ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈیبیٹنگ سوسائٹیز جو ڈیبیٹ کرتی ہیں اور بلا وجہ ایک مقرر حق میں بولتا ہے دوسرا خلاف بولتا ہے اس سے بعض دفعہ سوچوں میں فرق پڑ جاتا ہے کیونکہ جو بھی بولنے والے ہیں وہ وہ نہیں کہہ رہے ہوتے جو ان کے دل میں ہوتا ہے بلکہ ایک مقابلے کی صورت ہوتی ہے جس میں بولنا ہوتا ہے۔ تو بہر حال اس کا بیان فرماتے ہوئے کہ یہ باتیں بعض دفعہ ایمان میں خرابی کا باعث بن جاتی ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی ؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ مولوی بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت مؤید تھے اور میں بہت مخالف تھا۔ مولوی بشیر صاحب ہمیشہ دوسروں کو براہین احمدیہ پڑھنے کی تلقین کرتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ شخص مجدد ہے جس نے یہ کتاب لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی بشیر صاحب کو کہا کہ آؤ مباحثہ کر لیتے ہیں کہ آیا یہ مجدد ہیں کہ نہیں لیکن مباحثے کی صورت یہ ہوگی کہ آپ چونکہ مؤید ہیں، تائید کرنے والے ہیں آپ مخالفانہ نگاہ سے کتابیں پڑھیں اور میں مخالف ہوں اس لئے میں موافقانہ نگاہ سے پڑھوں گا اور سات آٹھ دن کتابوں کے مطالعہ کے مقرر ہو گئے۔ دونوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں جو مخالف تھا، احمدی ہو گیا اور وہ جو قریب تھے بالکل دور چلے گئے۔ مولوی احسن صاحب کی سمجھ میں بات آ گئی اور بشیر صاحب کے دل سے ایمان جاتا رہا۔

اس پر اپنی رائے دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں کہ علم النفس کی رو سے ڈیبیٹس کرنا سخت مضر ہے اور بعض اوقات سخت نقصان کا موجب بن جاتا ہے۔ یہ ایسے باریک مسائل ہیں جن کو سمجھنے کے لئے ہر مدرس اہلیت نہیں رکھتا۔ پس اچھی بات میں بھی اگر تنقید کی نظر سے اعتراض کی نظر سے، مطلب نکالنے کی کوشش کریں تو وہی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے پڑھا، یہ لکھا ہوا ہے اور وہ لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہ پڑھتے ہی اعتراض کرنے کے لئے ہیں اور پھر سیاق وسباق سے بھی نہیں ملاتے۔ تو یہ کچھ نئی چیز نہیں ہے اعتراض کرنے والے تو خدا تعالیٰ کے کلام میں بھی اعتراض نکال لیتے ہیں اس لئے قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ یہ مؤمنوں کے لئے تو شفاء اور رحمت ہے جو لیکن اعتراض کرنے والے ہیں جو ظالم لوگ ہیں ان کو یہ خسارے میں ڈالتا ہے۔ پس چاہے خدا تعالیٰ کا کلام ہی کیوں نہ ہو اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا جب تک پاک دل ہو کر پڑھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

پھر نماز کی اہمیت کے بارے میں حضرت مصلح موعود ؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ علیہ السلام مقدمے کی پیروی کے لئے گئے اور مقدمے کے پیش ہونے میں دیر ہو گئی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ باوجود لوگوں کے منع کرنے کے نماز کے لئے چلے گئے اور جانے کے بعد ہی مقدمے کی پیروی کے لئے بلائے گئے مگر آپ عبادت میں مشغول تھے۔ اس سے فارغ ہوئے تو عدالت میں آئے۔ حسب قاعدہ چاہئے تو یہ تھا کہ مجسٹریٹ یکطرفہ ڈگری کر دیتا آپ کے خلاف مگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ بات ایسی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجسٹریٹ کی توجہ اس طرف کروائی کہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں، عبادت کر رہے ہیں، اس نے آپ کی غیر حاضری کو نظر انداز کر کے فیصلہ آپ کے حق میں یا آپ کے والد صاحب کے حق میں کر دیا۔

پھر ایک جگہ مزید نماز باجماعت کی اہمیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق کے بارے میں کہ کس طرح نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں کہ ایک نماز باجماعت کی یہ ترکیب دی ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کرا لی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے مسجد میں نہ جا سکتے تھے تو گھر میں ہی جماعت کرا لیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے۔ والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں۔ پس اول تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو یہ موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرا لیا کرے۔ تو بہر حال نماز باجماعت کی اہمیت یہ ہے کہ اگر گھروں میں بھی ہوں تو بچوں کو ساتھ ملا کر نماز پڑھا کریں تا کہ بچوں میں بھی نماز باجماعت کا احساس رہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی بڑی تلقین فرمائی کہ نماز اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ پڑھا کریں۔ نماز کی خوبصورتی اس کو سنوار کر پڑھنے میں ہے لیکن اگر نہ سنوار کر پڑھیں تو پھر وہ لغو چیز ہو جاتی ہے اور ایسی نماز کبھی بابرکت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگ نماز اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح مرغ ٹھونگے مار کر دانے چگتے ہیں ایسی نماز یقیناً کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی بلکہ بعض دفعہ ایسی نماز لعنت کا موجب بن جاتی ہے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت مصلح موعود کو شکایت کی کہ ماتحت ہمیں سلام نہیں کرتے یا چھوٹے بڑوں کو سلام نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ سلام کرنے کا حکم دونوں کے لئے یکساں ہے۔ پس ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں کہ اپنے نمونے قائم کریں۔ سلام کرنے میں پہل کریں۔ ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔ بعض بڑے یا عہدیدار ایسے بھی ہیں جو سلام کا جواب ہی مشکل سے دیتے ہیں ایسی بھی شکایتیں میرے پاس آتی ہیں۔ تو افسروں کو اگر شکوہ ہے تو لوگوں کو بھی شکوہ ہوتا ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیتے یا اتنا آہستہ دیتے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آتی یا ایسی بے اعتنائی سے دے رہے ہوتے ہیں کہ لگتا ہے کیا مصیبت پڑ گئی۔ تو بہر حال جماعت کے اندر ہر طبقے کو سلام کو رواج دینا چاہئے۔ یہ حدیث بھی ہے۔

ایک مقدمے میں مجسٹریٹ کی یہ پکی نیت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ضرور سزا دینی ہے۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ فرمایا کہ مجھے ایک دوست نے جو اس مجلس میں تھے سنایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور بعض دوسرے احمدی بہت گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ فلاں مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے لاہور گیا تھا۔ آریوں نے اس پر بہت زور دیا کہ مرزا صاحب ہمارے مذہب کے سخت مخالف ہیں ان کو ضرور سزا دو خواہ ایک ہی دن کی کیوں نہ ہو۔ یہ تمہاری قومی خدمت ہوگی اور وہ ان سے وعدہ کر کے آیا ہے کہ میں ضرور سزا دوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سنی تو آپ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ کہنی کے بل ایک پہلو پر ہو گئے اور فرمایا خواجہ صاحب! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں کیا کوئی خدا تعالیٰ کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مجسٹریٹ کو یہ سزا دی کہ پہلے تو اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا پھر اس کا تنزل ہو گیا یعنی وہ ای ایس سی سے منصف بنا دیا گیا اور فیصلہ دوسرے مجسٹریٹ نے آ کر کیا۔ تو ایمان کی طاقت بڑی زبردست ہوتی ہے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پس جماعت میں نئے لوگوں کے شامل ہونے کا اس صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے کہ شامل ہونے والوں کے اندر ایمان اور اخلاص صرف تعداد میں اضافے کی خوشی کا باعث نہ ہو۔ اگر کسی کے گھر میں دس سیر دودھ ہو تو اس میں دس سیر پانی ملا کر وہ خوش نہیں ہو سکتا کہ اب اس کا دودھ بیس سیر ہو گیا۔ خوشی کی بات یہی ہے کہ دودھ کو دودھ ہی ڈال کر بڑھایا جائے۔ پس چاہے وہ نئے ہیں یا پرانے ہمیں اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے کی طرف کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ رستم کے گھر چور آ گیا۔ رستم بیشک بہت بہادر تھا اس کی شہرت فنون جنگ میں تو تھی اور تلوار چلانی خوب جانتا تھا لیکن ضروری نہیں ہے کہ جو جنگ کا ماہر ہو وہ کشتی کرنے میں بھی ماہر ہو۔ تو بہر حال چور آ گیا اس نے چور کو پکڑنے کی کوشش کی۔ چور کشتی لڑنا جانتا تھا۔ اس نے رستم کو نیچے گرا دیا۔ جب رستم نے دیکھا کہ اب تو میں مارا جاؤں گا تو اس نے کہا آ گیا رستم! چور نے جب یہ آواز سنی تو فوراً اسے چھوڑ کر بھاگا۔ غرض چور رستم کے ساتھ تو لڑتا رہا بلکہ اسے نیچے گرا لیا مگر رستم کے نام سے ڈر کر بھاگا۔ اس حوالے سے آپ نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ بعض دفعہ بعض لوگ ایسی افواہیں پھیلا دیتے ہیں جس سے لوگوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جنگ کے دنوں کے حالات میں کسی جگہ بموں کا پڑنا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا یہ شور پڑ جانا کہ بم پڑ رہے ہیں۔ تو غلط افواہیں بعض دفعہ بزدلی پیدا کر دیتی ہیں۔ پس اپنی بہادری اور جرأت کو قائم کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ غلط افواہوں کو پھیلنے سے روکا جائے اور اس کا مقابلہ کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مقدمہ کرم دین کے متعلق حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں۔ 1902ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود پر ایک شخص کرم دین نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا اور جہلم کے مقام پر عدالت میں حاضر ہونے کے لئے آپ کے نام سمن جاری ہوا۔ چنانچہ آپ جنوری 1902ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ یہ سفر آپ کی کامیابی کے شروع ہونے کا پہلا نشان تھا کہ گویا آپ ایک فوجداری مقدمے کی جوابدہی کے لئے جا رہے تھے لیکن پھر بھی لوگوں کے ہجوم کا یہ حال تھا کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اہل شہر کے علاوہ ہزاروں آدمی دیہات سے بھی آپ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ قریباً ایک ہزار آدمی نے اس جگہ بیعت کی اور جب آپ عدالت میں حاضر ہونے کے لئے گئے تو اس قدر مخلوق کارروائی مقدمہ سننے کے لئے موجود تھی کہ عدالت کو انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔ دور میدان تک لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ بہر حال پہلی پیشی میں آپ بری کئے گئے اور مع الخیر واپس تشریف لے آئے۔

بہر حال اس کے بعد تعداد بھی بڑھنی شروع ہو گئی۔ 1903ء سے جماعت کی ترقی حیرت انگیز طریق سے شروع ہو گئی اور بعض دفعہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو آدمی بیعت کے خطوط لکھتے تھے اور آپ کے پیرو اپنی تعداد میں ہزاروں لاکھوں تک پہنچ گئے۔ ہر قسم کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ؑ کی زندگی میں ہی یہ سلسلہ بڑے زور سے پھیلنا شروع ہو گیا اور پنجاب سے نکل کر دوسرے صوبوں اور پھر دوسرے ملکوں میں بھی پھیلنا شروع ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گستاخی کی سزا کس طرح دیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام دلی گئے۔ وہاں ہمارے ایک رشتے کے ماموں مرزا حیرت دہلوی تھے۔ انہیں ایک دن شرارت سوجھی اور وہ جعلی انسپکٹر پولیس بن کر آ گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ڈرانے کے لئے کہنے لگے کہ میں انسپکٹر پولیس ہوں اور مجھے حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو نوٹس دوں کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں ورنہ آپ کو نقصان ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو اس کی طرف توجہ نہ دی مگر بعض دوستوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ یہ کون شخص ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اس واقعہ کو مولوی عبد الکریم سرحدی نے جو غیر احمدی مولوی تھا اس رنگ میں بیان کیا کہ دیکھو وہ خدا کا نبی بنا پھرتا ہے مگر وہ دلی گیا تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اس کے پاس چلا گیا تو ایسا گھبرایا کہ سیڑھیوں سے اترتے وقت اس کا پیر پھسلا اور وہ منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر بڑے قہقہے لگائے اور بڑے ہنستے رہے لیکن اللہ تعالیٰ پکڑ کس طرح کرتا ہے، اسی رات مولوی عبد الکریم کو خدا تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ وہ اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ رات کو کسی کام کے لئے اٹھا اور چونکہ اس چھت کی کوئی منڈیر نہیں تھی اور نیند سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اس کا ایک پاؤں چھت سے باہر جا پڑا اور وہ دھڑام سے نیچے آ گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ بہر حال اس سے یہ بات بھی اس کا انجام دیکھنے والوں پر ظاہر ہو گئی کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ تمسخر کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

آج جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخرانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں یا بیہودہ گوئیاں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی ہیں کیا آپ کے بارے میں لوگوں کی بیہودہ گوئیوں کو اللہ تعالیٰ یونہی جانے دے گا؟ نہیں بلکہ اللہ

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 14

تعالیٰ ایسوں کو دنیا میں بھی عبرت کا نشان بناتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے تھے جو کہتے تھے کہ مرزا صاحب کو کوڑھ ہو جائے گا۔ خدا نے انہیں ہی کوڑھ میں مبتلا کر دیا۔ بہت کہتے تھے کہ مرزا صاحب کو طاعون ہو جائے گا۔ خدا نے یہ کہنے والوں کو طاعون سے ہلاک کیا۔ جب ہزاروں مثالیں اس قسم کی موجود ہیں تو ہم کہاں تک انہیں اتفاقات پر محمول کریں۔ پس اپنے اندر ایسی پاک تبدیلی پیدا کرو کہ دنیا اسے محسوس کرے۔ تمہاری حالت یہ ہو کہ تمہارے تقویٰ و طہارت، تمہاری دعاؤں کی قبولیت اور تمہارے تعلق باللہ کو دیکھ کر لوگ اس طرف کھنچے چلے آویں۔ یاد رکھو احمدیت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے ذریعہ سے ہوگی اور آپ لوگ اس مقام پر یا اس کے قریب تک پہنچ جائیں گے تو پھر اگر آپ باہر بھی قدم نہ نکالیں گے بلکہ کسی پوشیدہ گوشے میں بھی جا بیٹھیں گے تو وہاں بھی لوگ آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت میں داخل ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں گئے تو مولویوں نے فتویٰ دیا کہ جو ان کے لیکچر میں جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتوے کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بی ٹی صاحب تھے ایک جو اس وقت سیالکوٹ میں سٹی انسپکٹر تھے۔ جب لوگوں نے بہت شور مچایا اور فساد کرنا چاہا تو چونکہ حضرت صاحب کی تقریر انہوں نے بھی سنی تھی یعنی بی ٹی صاحب نے، وہ حیران ہو گئے کہ وہ جلسے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا مر گیا اس پر اے مسلمانو! تم کیوں غصہ کرتے ہو؟

حضرت مولوی برہان الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت ہی مخلص صحابی گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ احمدیت سے پہلے وہ وہابیوں کے مشہور عالم تھے اور ان میں انہیں بڑی عزت حاصل تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں سخت مخالفت ہوئی تو اس کے بعد جب آپ واپس آئے تو مخالفوں کو جس جس شخص کے متعلق پتا لگا کہ یہ احمدی ہے اسے سخت تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ مولوی برہان الدین صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹرین پر سوار کرا کے اسٹیشن سے واپس جا رہے تھے کہ لوگوں نے ان پر گوبر اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیا اور ایک نے تو گوبر آپ کے منہ میں ڈال دیا مگر وہ بڑی خوشی سے اس تکلیف کو برداشت کرتے گئے اور جب بھی ان پر گوبر پھینکا جاتا تو کہتے کہ ''اے دن کتھوں اے خوشیاں کتھوں۔'' غرض بہت ہی مخلص انسان تھے وہ اپنے احمدی ہونے کا موجب ایک عجیب واقعہ سنایا کرتے تھے۔ ابتدا میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا تو پیدل قادیان آئے۔ حضرت مسیح موعود کی عادت تھی کہ جب آپ کتاب، اشتہار یا کوئی مضمون لکھتے تو بسا اوقات ٹہلتے ہوئے لکھتے جاتے اور آہستہ آواز سے اسے ساتھ ساتھ پڑھتے بھی جاتے۔ اس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی مضمون لکھ رہے تھے اور بڑی تیزی سے ٹہلتے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ دیوار کے قریب پہنچ کر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس مڑنے لگے تو مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں وہاں سے بھاگا تا آپ کہیں مجھے دیکھ نہ لیں۔ حافظ حامد علی صاحب نے یا کسی اور نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کر لی۔ وہ کہنے لگے بس پتا لگ گیا اور پنجابی میں کہنے لگے کہ ''جیڑا کمرے وِچ انا تیز تیز چلدا اے اس نے کسی دور جگہ ہی جانا ہے۔'' یعنی جو کمرے میں اس قدر تیز چل رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منزل مقصود بہت دور ہے اور اسی وقت آپ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ آپ دنیا میں کوئی عظیم الشان کام کر کے رہیں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں یہ ایک نقطہ ہے مگر اس کو نظر آ سکتا ہے جسے روحانی آنکھیں حاصل ہوں۔ وہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی بات کئے بغیر چلے گئے مگر چونکہ یہ بات دل میں جم چکی تھی اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنیکی توفیق دی اور پھر اس قدر اخلاص بخشا کہ انہیں کسی کی مخالفت کی پرواہ ہی نہ رہی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ تیزی کے ساتھ کام کرنے سے اوقات میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ بچوں کو جلدی کام کرنے اور جلدی سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ مگر جلدی سے مراد جلد بازی نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر تیزی سے کام کرنا ہے۔ جلد باز شیطان ہے لیکن سوچ سمجھ کر جلدی کام کرنے والا خدا تعالیٰ کا سپاہی ہے۔ یہ سستی بہت سوں میں پیدا ہوتی ہے کہ آرام کر لیں گے بعد میں کام کر لیں گے تو پھر ہمیشہ کام لیٹ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس صرف بچوں کی بات نہیں ہے بڑوں اور عہدیداروں کو بھی اپنے کاموں میں تیزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اس مسیح کے ماننے والے ہیں جس نے وقت کو استعمال کیا بڑی قدر کرتے ہوئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً بھی فرمایا کہ ان کا وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ پس ہمیں اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ دن بھر گھر کے اندر کام کرتے لیکن روزانہ ایک دفعہ سیر کے لئے ضرور جاتے۔ تحریر، تقریر ملاقاتیں یہ سارے کام ہوتے لیکن سیر کے لئے ضرور جاتے۔ ہم بعض دفعہ سیر پر جانے سے رہ جاتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرور سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ پس آجکل کھلی فضا میں کھیلنے کی طرف بھی بچوں اور نوجوانوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور توجہ دلانے کی ضرورت بھی ہے اور جامعات کے طلباء کو تو خاص طور پر کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ باہر کھیلنا لازمی قرار دیا جانا چاہئے۔ آجکل ٹی وی اور اس سے متعلقہ کھیلوں میں جو باہر کی ورزشیں ہیں ان کو بالکل بند کر دیا ہے۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو بہرحال سیر اور کھیلیں ہونی چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اور زیادہ محنت کرو اور اپنے رب کی طرف دوڑ پڑو۔ یہ نکتہ ہے جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تمہارے لئے ان معنوں میں کوئی آرام نہیں جسے دنیا کے لوگ آرام کہتے ہیں لیکن جن معنوں میں قرآن کریم آرام کا وعدہ کرتا ہے اسے تم آسانی سے حاصل کر سکتے ہو۔ دنیا جن معنوں میں آرام کا مطلب لیتی ہے وہ یقیناً غلط ہے اور ان معنوں سے جس شخص نے آرام کی تلاش کی وہ اس جہان میں بھی اندھا رہے گا اور آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا۔ پس مؤمن کا کام ہے کہ اپنے آپ کو کام میں مصروف رکھے۔ ایک ھدف کو حاصل کر کے دوسرے ٹارگٹ کی تلاش کے لئے کمربستہ ہو جائے۔ اور یہی انفرادی اور قومی ترقی کا نسخہ اور راز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

کے فضل سے عمومی طور پر پاک ہیں لیکن اپنے آپ کو غلطیوں سے پاک رکھنے کی ضرورت مستقل طور پر ہے اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہم غیر احمدیوں کی غلطیوں پر ہمیشہ نظر رکھیں کیونکہ نظر رکھ کر ہی ہم اپنے اندر ان غلطیوں کو داخل ہونے سے روک سکتے ہیں اور قومی نقائص سے بچ سکتے ہیں۔

پھر اس چیز پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اردگرد جو دوسرے مذاہب یا کسی بھی طرح کے لوگ بستے ہیں چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے کسی مذہب پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے خدا کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے، ان میں کون کون سے قومی نقائص ہیں۔ اس دائرے کو ساتھ کے ملکوں کے قومی نقائص تک بھی وسعت دینی چاہئے بلکہ اب تو دنیا اس قدر قریب ہو گئی ہے کہ تمام دنیا کے رہنے والے ایک دوسرے کی ہمسائیگی کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ یعنی وہ فاصلوں کی دوری رہی نہیں اور پھر اس کے علاوہ میڈیا نے بھی دوریاں ختم کر دی ہیں۔ ان کی خوبیاں اور خامیاں ہمیں سب نظر آ جاتی ہیں اور ہمسائے ملکوں کے اثر ایک دوسرے پر پڑتے رہتے ہیں۔ بچے جس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کا، ہمسایوں کا اثر ان بچوں پر بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ چاہے بچوں کو سکھاتے رہیں لیکن جہاں بھی کمزوری ہوتی ہے اس سکھانے کے باوجود بھی اثر ہو جاتا ہے ماحول کا۔ پھر یہ بھی ہے کہ بچوں نے زیادہ وقت سکول میں اور اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں گزارنا ہے یا گھروں میں خود ہی اس زمانے میں ایسے دوست مل جاتے ہیں جو ٹی وی کے ذریعے سے داخل ہو گئے ہیں جو بچوں اور بڑوں سب پر یکساں اثر انداز ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے ماں باپ کی بات سننا نہیں چاہتے اور ماں باپ خود بھی بچوں سے فاصلے پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں اپنی مصروفیات کی وجہ سے یا اور وجوہات کی وجہ سے اور پھر ایسے بھی ہیں جو گھروں میں خود ہی ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ سے اپنے ماحول کو خراب کر رہے ہیں۔ بہرحال نتیجہ پھر اس کا یہ نکلتا ہے اور نکل رہا ہے کہ ماں باپ بچوں پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں اور بچے ماں باپ کی عزت و احترام نہیں کرتے اور یہ پھر فردی برائیاں نہیں رہتیں۔ یہ قومی برائیاں بنتی چلی جا رہی ہیں۔ گھر برباد ہو رہے ہیں۔ ماں باپ بچوں کا روحانی قتل بھی کر رہے ہیں اور جسمانی قتل بھی کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ تو آزادی کے نام پر ایک تباہی کی طرف جا ہی رہا ہے اور یہ قومی بدی ہے لیکن اس کی لپیٹ میں بعض احمدی بھی آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ قومی برائی بنے اور وسیع طور پر پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہم پھر جہالت میں واپس چلے جائیں ہمیں قوم کی حیثیت سے ان باتوں سے بچنے کے لئے کوشش کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ پس جماعت احمدیہ کے نظام کے تمام حصے اس بات پر غور کرنے کے لئے سر جوڑیں منصوبہ بندی کریں اس کا ابھی سے خاتمہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی بھی برائی ہے، اس سے پہلے کہ خدا نہ کرے بحیثیت قوم مغربی ملکوں کی بیماریاں ہم میں داخل ہو جائیں، ہم نے دنیا کے علاج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے یہ وعدہ کیا ہے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم دنیا کا علاج کریں گے۔ اگر علاج کرنے والے ہی مریض بن گئے تو دنیا سے فردی اور قومی برائیاں اور بدیاں کون دور کرے گا؟ پھر اس بات کو بھی سامنے رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ کسی قوم میں اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے بعض نیکیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور بعض کمزوریاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ آج دنیا کی جو حالت ہے کہ خدا سے اور دین سے دور ہٹ رہے ہیں اگر ہم نے شدت کے ساتھ کوشش نہ کی تو مختلف قسم کی بدیاں ہمارے اندر داخل ہونا شروع ہو جائیں گی تو ایک بدی کے بعد پھر دوسری بدی بھی آتی ہے۔

پس اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہر سطح پر قومی سوچ کے ساتھ حفظ ما تقدم کی ضرورت ہے۔ اُن غلط عقائد اور عملوں کی تبدیلی کی وجہ سے جو علماء نے امت میں پیدا کر دیئے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ باوجود کامل تعلیم کے گمراہ ہو گیا ہے۔ اب ہمیں مستقل طور پر گمراہی سے بچنے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ حالات کے ساتھ اپنے آپ کو اس دھارے میں بہانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حالات کو اپنی تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہمارا کام ہے۔

خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں ایم۔ٹی۔اے اور جماعت کی ویب سائٹ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا فرمائی ہیں ان سے منسلک رہنا بھی بہت ضروری ہے۔ اس ذریعہ سے حقیقی قرآنی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم و عرفان کا ہمیں پتا چلتا ہے۔ ان ذریعوں سے حقیقی اسلامی تعلیم ہمیں ملتی ہے۔ پس اس کے ساتھ ہمیں جڑے رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمانوں کو قرآن کریم جیسی کتاب ملی جیسا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے لیکن پھر بھی ان میں ایسی غلطیاں پیدا ہو گئیں جن کی وجہ سے ان میں مخصوص امراض کا پیدا ہو جانا لازمی تھا۔ صرف ایک بات کو لے کر کہہ دینا کہ ہدایت مل گئی یہ کافی نہیں ہے بلکہ ہر بات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے آخرین کی تعلیم کے لئے اور ان کی سوچوں کو وسیع کرنے اور روشنی دکھانے اور قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اپنا ایک فرستادہ بھیجنے کا بھی اعلان فرمایا۔ لیکن جو غور کرنے والے نہیں علماء کہلا کر بھی جاہل ہیں اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے انکاری ہیں۔ قرآن کریم کے علوم کی وسعت سے محروم ہیں اس وجہ سے اور جہالت میں ڈوب کر اسلام کی غلط تشریح کر کے اسلام کی خوبیاں دکھانے کی بجائے اسے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس ان مسلمانوں کے یہ عمل ہمیں مزید اس طرف غور کرنے والے اور متوجہ کرنے والے ہونے چاہئیں کہ ہم صرف ظاہر پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اسلام کی تعلیم کی روح کو سمجھتے ہوئے ہر برائی کو قومی برائی بننے سے پہلے دور کرنے والے ہوں اور ہر نیکی کو قومی نیکی بنا کر پوری جماعت میں اس کو رائج اور لاگو کرنے والے ہوں۔ ہمیشہ ایسا ماحول میسر رکھنے والے ہوں اور اس کو آگے اپنی نسلوں میں منتقل کرنے والے ہوں جس سے بدیاں نہ پھیلیں بلکہ خوبیاں اور نیکیاں پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ❁

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 19 Feb 2015 Issue No.8

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور ان کی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں اور اس علاج میں ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مشترکہ کوشش کے اور مشترکہ طور پر علاج کے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 13 فروری 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ قومی نقائص اور کمزوریوں کے بارے میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں ان کمزوریوں کی وجوہات اور جماعت کو ان سے بچنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس مضمون کی آج بھی ضرورت ہے اس لئے میں نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے آج اس مضمون کو لیا ہے۔

نقائص اور کمزوریاں ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک فردی کمزوریاں اور نقائص اور ایک قومی کمزوریاں اور نقائص۔اسی طرح خوبیاں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں ایک فردی خوبیاں اور دوسرے قومی خوبیاں۔فردی نقائص وہ ہیں جو افراد میں تو ہوتے ہیں لیکن من حیث القوم،قوم میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح خوبیاں ہیں بعض خوبیاں افراد میں تو ہوتی ہیں لیکن من حیث القوم،قوم میں نہیں ہوتیں۔افراد اپنے علم اور اپنی کوشش سے بعض خوبیاں اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں اسی طرح نقائص کی وجوہات اور اسباب ہر شخص کے اپنے حالات اور ماحول کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بدی اور نیکی کے بارے میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نیکی اور بدی یا نقص اور خوبی اپنے ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی بیج زمین کے بغیر نہیں اگ سکتا۔اس کو زمین یا زمین جیسے ماحول کے میسر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر بیج اگر اگے گا بھی تو تھوڑے عرصے میں مر جائے گا ختم ہو جائے گا۔اسی طرح بدی یا نیکی جو نقائص یا خوبی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

پس برائیوں یا نیکیوں کے بڑھنے میں ماحول ایک لازمی جزو ہے۔اردگرد کے اثرات جب تک کسی نیکی یا بدی کے لئے خاص زمین تیار نہ کر دیں اس وقت تک وہ بدی یا نیکی نشوونما نہیں پا سکتی لیکن ماحول بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ ایک قسم کا ماحول ہر ایک پر ایک جیسا اثر انداز ہو جائے۔ ایک قسم کا ماحول صرف افراد پر اثر ڈالتا ہے اور من حیث القوم وہ ہر ایک کو متاثر نہیں کرتا۔اس کی مثال ایسی زمین کی ہے جس میں خاص فصلیں اگ سکیں۔مثلاً حضرت مصلح موعود نے مثال دی ہے کہ زعفران ہے ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے تو تمام ہندوستان میں نہیں ہوتا ہے یہ خطہ کشمیر میں ہوتا ہے اور وہاں بھی ایک خاص علاقہ ہے جس میں خاص قسم کا زعفران پیدا ہوتا ہے جو اعلیٰ قسم کا ہے۔ پاکستانی زمیندار بھی جانتے ہیں بلکہ چاول کا کاروبار کرنے والے بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ خوشبودار باسمتی جیسا کہ کالر کے علاقے میں ہوتا ہے وہاں پاکستان کے اور کسی علاقے میں نہیں ہوتا۔ زراعت کے ماہرین نے بڑی کوشش بھی کی ہے لیکن اس جیسی خوشبو پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پھر زمین ہے یا دوسرے موسمی اثرات ہیں یہ سارے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلے پر بعض فصلیں ایسی ہیں مثلاً گندم ہے یا خاص قسم کے باغات ہیں وہ ایک ملک میں تمام جگہ ہو جاتے ہیں۔ پیداوار میں کمی وبیشی کا فرق ہو تو ہو لیکن ہو جاتے ہیں۔ پس اسی طرح نیکیاں اور بدیاں بھی بعض اثرات کے تحت قومی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں اور پوری قوم کی ترقی یا زوال کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ افراد کی بدیاں تو افراد کی کوشش سے ٹھیک ہو سکتی ہیں اور اگر کوشش کریں تو نہ صرف بدیاں دور ہو جائیں گی بلکہ افراد میں اگر وہ کوشش کریں تو فردی خوبیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں لیکن جو قومی اثرات کے تحت بدیاں یا نیکیاں ہوں ان کے لئے کسی ایک فرد کی کوشش کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ فرد جزو ہے کل کا، حصہ ہے کل کا اور جو خرابی کل میں ہو وہ جزو کی اصلاح سے ٹھیک نہیں ہو سکتی بلکہ کل کی خرابی اگر ہو تو اس سے فرد بھی متاثر ہوتا ہے۔ اگر ایک علاقے میں ماحول ہی خراب ہے تو اس ماحول کی وجہ سے وہاں رہنے والے تمام لوگ متاثر ہوں گے۔اگر کوئی شخص زہر کھا لے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ زہر ہاتھ پاؤں اور دماغ یا دوسرے اعضاء پر اثر نہ کرے۔ یہ تمام جسم پر اثر کرے گا۔اسی طرح ہمارا کھانا ہے گوشت پھل وغیرہ ہم کھاتے ہیں اور مختلف چیزیں ہم کھاتے ہیں ان سے جسم کا ہر حصہ فائدہ اٹھائے گا کیونکہ یہ تمام اعضاء افراد ہیں کل کے یعنی جسم کے۔ اس لئے وہ زہر میں بھی حصہ لیتے ہیں اور اچھی خوراک میں بھی حصہ لیتے ہیں۔اسی طرح جو نیکی یا بدی قومی طور پر پیدا ہو وہ تمام قوم پر اثر ڈالتی ہے۔ پس جو قومی بدیاں یا نیکیاں ہوں ان کا مقابلہ کوئی خاص حصہ جسم یا فرد نہیں کر سکتا یا کسی خاص فرد کی اصلاح سے قومی اصلاح نہیں ہو سکتی نہ بدیوں کو دور کیا جا سکتا ہے اس طرح نہ ہی نیکیوں کو پھیلایا جا سکتا ہے کیونکہ کل کا اثر جزو پر ضرور پڑتا ہے۔ بہرحال یہی قاعدہ ہے کہ اگر کل کو فائدہ ہو تو جزو کو بھی فائدہ ہوگا اور اگر کل کو نقصان پہنچے تو جزو کو بھی نقصان پہنچے گا۔

پس افراد کی بدیاں تو ان کی تشخیص کر کے پھر ان کا علاج کر کے دور کرنے کی کوشش ہو سکتی ہے اور کسی کو اگر خود احساس ہو جائے تو وہ خود بھی کوشش کر کے اپنی بدیاں دور کر سکتا ہے لیکن قومی بدیوں کو دور کرنے کے لئے تمام قوم کو غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر بحیثیت قوم وہ بدیوں کو دور کرنے کے لئے کھڑی نہ ہو کوشش نہ کرے یا بحیثیت قوم علاج کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو بحیثیت قوم وہ بدیاں اور نقائص اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے جب وہ قوم کو ہلاک کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور ان کی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں اور اس علاج میں ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مشترکہ کوشش کے اور مشترکہ طور پر علاج کے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پس قومی احساس اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کے حوالے سے اس بارے میں حضرت مصلح موعود نے توجہ دلاتے ہوئے کہ ہمیں ان قومی بدیوں کو کس طرح دیکھنا چاہئے اور ان پر کس طرح غور کرنا چاہئے یہ فرمایا کہ اگر جماعت بعض پہلوؤں سے اس پر غور کرے اور اس کا علاج کرے تو فائدہ ہو سکتا ہے۔مختلف ذرائع ہیں اس کے، کیونکہ یہ ذرائع جو ہیں وہ قومی امراض کی تشخیص کر سکتے ہیں اور جب تشخیص ہو جائے تو پھر علاج بھی ہو سکتا ہے۔ پہلا ذریعہ وہ تعلیمات ہیں جو کسی قوم میں جاری ہوں اور جن پر عمل کرنا ہر شخص اپنا فرض سمجھتا ہو۔ہم جو مسلمان ہیں قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس تعلیم میں کوئی نقص نہیں اور اس کے برے نتائج کبھی نکل نہیں سکتے یا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس سے کوئی بدی پیدا ہو کیونکہ تعلیم بے عیب ہے اس لئے ظاہر ہے برا نتیجہ نکل نہیں سکتا۔ پس مسلمانوں نے یہ سوچ لیا کہ برائی آ ہی نہیں سکتی لیکن کیا سب مسلمان برائیوں سے پاک ہیں؟ جب ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی عمومی حالت دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اکثریت تو برائیوں میں مبتلا ہے۔ پس اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ قرآن میں تو کوئی نقص نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود اس میں یہ اعلان فرما دیا کہ اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔کامل اور مکمل شریعت ہے۔اب سوال یہ ہے کہ پھر کمی کہاں ہے۔اس کا جواب یہی ہونا چاہئے کہ پھر اس کے سمجھنے میں غلطی ہے اس پر عمل میں غلطی ہے۔ یہ غلطیاں قوم کے پہلے علماء کے قرآن کریم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے ہو سکتی ہیں اور موجودہ علماء کے غلط سمجھنے کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہیں۔ بہرحال نتیجہ ظاہر ہے جو ہمیں نظر آ رہا ہے۔اب علماء یا مفسرین بیشک اپنے نظریات رکھتے تھے یا رکھتے ہیں اور یہ انفرادی نظریات ہیں لیکن قوم یہ نہیں کہتی کہ علماء کے ذاتی نظریات ہیں قوم ان علماء کی طرف دیکھتی ہے۔ اس لئے ان کے پیچھے چلنے والے غلط نظریات کی وجہ سے یا تفسیروں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے باوجود فائدہ اٹھانے والے نہیں بن سکے بلکہ نقصان اٹھا رہے ہیں اور اس وجہ سے قوم میں برائیاں پیدا ہو گئیں۔بعض غلط نظریات رواج پا گئے جن کا اسلام کی تعلیم سے واسطہ ہی نہیں ہے۔ ماحول کا اثر ہو گیا دوسرے مذاہب کا اثر ہو گیا تمدن کا اثر ہو گیا، غلط رنگ میں جس کو مذہب کا حصہ سمجھ لیا گیا۔تو بہرحال نقائص پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہیں اور ان پرانی روایات یا حکمت سے عاری روایات یا تفاسیر کا ہم پر اثر نہیں ہو سکتا اور نہیں ہونا چاہئے لیکن پھر بھی ہم پورے طور پر محفوظ اس لئے نہیں کہ اپنے نظریات کو رکھنے والے لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں جو بعض مواقع پر بعض معاملات میں شکوک وشبہات میں پڑ جاتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ اس بات کی اس طرح بھی تشریح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بعض دفعہ بعض نئے آنے والے علماء ہی اپنی سوچ کے مطابق تفسیر کر دیتے ہیں گو کہ منع نہیں ہے ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے کچھ اصول ہیں۔تو بہرحال اس غلطی کی وجہ سے پھر ایک غلط نظریہ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے اس برائی سے بچنے کے لئے علماء کو بھی خلافت اور جماعتی نظام کے تحت ہی اپنے نظریات کا اظہار کرنا چاہئے۔ بہرحال بیشک ہم عموماً غلط نظریات سے اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ وڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian,
Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad